

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

www.KitaboSunnat.com

بِحَبِيبِ

وَالله

٢٤  
س ل - ١

پروفیسر محمد اکرم رضا اللہی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب .....

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

### ☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

[kitabosunnat@gmail.com](mailto:kitabosunnat@gmail.com)

[www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

# حکایت ابراہیم علیہ السلام

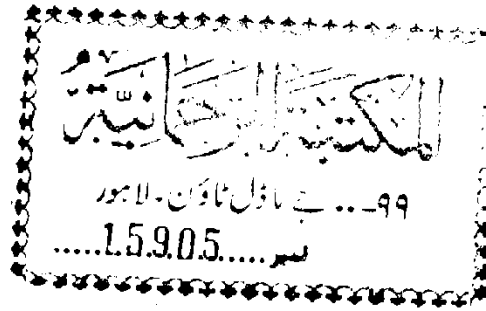
بجھنیت والد

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ڈاکٹر فضل الہی

249  
صفحہ ۱ -

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں



قیمت ————— 65/- روپے

www.KitaboSunnat.com

اسلام آباد میں ملنے کا پتہ

حافظ عباد الہی ..... Ph # 2106400

پاکستان میں ملنے کا پتہ

مکمل شہ قذویرہ  
اردو بازار لاہور

رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

Ph:7351124 - 7230585



## فہرست موضوعات

### موضوعات

صفحہ نمبر

## دیباچہ

۲۱

- تمہید

۲۳

- کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں

۲۴

- کتاب کا خاکہ

۲۵

- شکر و دعا

## ۱

## اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد طلب کرنا

۲۷

دلیل:

۲۷

آیت کریمہ: ﴿وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ.....﴾ الآية

۲۷

تفسیر آیت کریمہ:

۲۷

- علامہ زنجبیری کا قول

۲۷

- شیخ محمد عدویؒ کی تحریر

۲۸

- نیک اولاد طلب کرنے کی حکمت:

۲۸

- قاضی بیضاوی کا بیان

۲۸

- شیخ ابن عاشور کی تحریر

۲۸

- بعض لوگوں کا طرز عمل

۲

اولاد کی دینی مصلحت کو دنیاوی مفادات پر ترجیح دینا

۳۰

دلیل:

۳۰

روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

۳۱

بمعد آیت کریمہ: [ رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ ..... ] الآية

۳۱

تفسیر آیت کریمہ:

۳۱

- طلحہ قرظی کا قول

۳۲

- قاضی بیضاوی کا قول

۳۲

- بعض والدین کا طرز عمل

۳۲

دنیاوی مفادات کو صحیح نظر بنانے کا انجام:

۳۳

ارشاد رسول کریم ﷺ: "مَنْ كَانَتْ الدُّنْيَا ..... " الحدیث

۳۳

- قول شاعر: نُرُقِعْ دُنْيَانَا .....

۳

## بیٹے اور بیوی کی دنیوی مصلحت کا خیال رکھنا

۳۳ دلیل: [www.KitaboSunnat.com](http://www.KitaboSunnat.com)

۳۴ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

۳۵ - بعض لوگوں کا طرز عمل

۳۶ قول رسول کریم ﷺ: "مَكْفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا....." الحدیث

۴

## اپنی نسل کے لیے پھلوں کے رزق کی دعا

۳۶ دو دلائل:

۳۶ ۱- آیت کریمہ: ﴿وَبَنَّا إِبْنِي..... وَارزُقْهُمْ.....﴾ الآية

۳۶ تفسیر آیت کریمہ:

۳۷ - علامہ شوکانی کا بیان

۳۷ ۲- آیت کریمہ: ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ..... وَارزُقْ.....﴾ الآية

۳۷ تفسیر آیت کریمہ:

۳۸ - شیخ ابن عاشور کی تحریر

۳۸ - دعائے خلیل الرحمن علیہ السلام کی قبولیت:

دلیل:

۳۸

۳۸

آیت کریمہ: ﴿أَوْ لَمْ نُمَكِّنْ .....﴾ الآية

۳۸

تفسیر آیت کریمہ:

۳۸

- علامہ قرطبی کا قول

۳۹

- علامہ شوکانی کا بیان

۳۹

- آخرت کو ترجیح دینے کا شاندار ثمرہ:

۴۰

حدیث شریف: ”وَمَنْ كَانَتْ الْأَجْرَةُ .....“ الحدیث

۵

اپنی نسل کے لیے عبادت و طاعت میں  
معاون رزق طلب کرنا

دلیل:

۴۰

۴۰

آیت کریمہ: ﴿وَأَرْزُقْهُمْ مِنَ الشَّعْرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾

۴۰

تفسیر آیت کریمہ:

۴۰

- علامہ رازی کا قول

۴۰

- علامہ خازن کا بیان

۴۱

- شیخ ابن عاشور کی تحریر

۴۱

ملت ابراہیم علیہ السلام کے پیروکاروں کی ذمہ داری

۴۱

دنیا پرست کے لیے رحمت دو عالم ﷺ کی بددعا:



۴۲ دنیا کو طلبِ آخرت کا ذریعہ بنانے کا حکم ربانی:

۴۲ آیت کریمہ: ﴿وَاتَّبِعْ فِيمَا .....﴾ الْآيَةُ

۴۲ تفسیر آیت کریمہ:

۴۲ - امام بغویؒ کا قول

۴۳ - شیخ قاسمیؒ کی تحریر

۶

## بیٹے اور اس کے اہل خانہ کے رزق میں برکت کی دعا

دلیل:

۴۳ قول ابراہیم علیہ السلام: "اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ"

۴۴ ایک دوسری روایت: "اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي ....."

۴۴ - برکت کا مفہوم:

۴۴ - علامہ راغبؒ کا قول

۴۴ - علامہ ابن کثیرؒ کی تحریر

۴۵ - علامہ ابن منظورؒ کا بیان

۴۵ - آنحضرت ﷺ کی بچوں کے لیے دعائے برکت:

۴۵ ا: ابن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما کے لیے

۴۵ ب: سائب بن یزیدؓ کے لیے

۴۵ ج: ابی عقیلؓ کے لیے

۴۷ - آنحضرت ﷺ کا اپنے نواسے کو طلبِ برکت کی دعا سکھانا:

۷

اپنی نسل کے لیے منتخب شہر کے  
پُر امن ہونے کی دعا

۴۷ دو دلیلیں:

۴۷ ۱- آیت کریمہ: ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ ...﴾ الآية

۴۷ (بَلَدًا) سے مراد:

۴۸ - شیخ عاشور کا قول

۴۸ - دعائے ابراہیم علیہ السلام کا مقصود:

۴۸ - علامہ رازی کا قول

۴۸ - شیخ قاسمی کا بیان

۴۸ ۲- آیت کریمہ: ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ ...﴾ الآية

۴۹ - دونوں دعاؤں میں فرق:

۴۹ ا: دعائے اول بنائے کعبہ سے پہلے اور دوسری اس کے بعد

۴۹ ب: دعائے اول میں دو باتوں اور دوسری میں ایک بات کی طلب

۴۹ ج: دعائے اول میں مثالی امن کی التجا

۴۹ - امن کو رزق سے پہلے طلب کرنے کی حکمت:

۵۰ - علامہ رازی کا بیان

- ۵۰ - نعمتِ امن کی شان و عظمت:
- ۵۱ فرمان رسول ﷺ: "مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا ..... " الحدیث
- ۵۱ - دعائے ابراہیم علیہ السلام کی قبولیت:
- ۵۲ آیت کریمہ: ﴿أَوْ لَمْ يَرَوْا .....﴾ الآية

۸

## اپنی اولاد کے لیے صالح ماحول کا انتخاب

دلیل:

- ۵۲ آیت کریمہ: ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ .....﴾ الآية
- ۵۲ - تفسیر آیت کریمہ میں علامہ قرطبی کا قول
- ۵۲ تربیت اولاد میں ماحول کی اہمیت
- ۵۳ حدیث شریف سے اس بات کی تاکید:
- ۵۳ "كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ ..... " الحدیث

۹

## اللہ تعالیٰ سے اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچانے کی دعا

دلیل:

- ۵۴ قول رب العالمین: ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ ..... وَأَخِيسَتِي .....﴾ الآية

۵۵

تفسیر قول رب العالمین:

۵۵

- امام زجاج کا قول

۵۵

- شیخ سعدی کا قول

۵۶

- بعض لوگوں کا طرز عمل

۵۶

- شیخ ابراہیم تیمی کا قول

۵۷

- حافظ ابن کثیر کی نصیحت

۱۰

بیٹوں کے لیے ہر شر سے پناہ الہی  
کے حصول کی فریاد

۵۷

دلیل:

۵۷

قول رسول ﷺ: "إِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ....." الحدیث

۵۸

حدیث شریف کے متعلق دو باتیں:

۵۸

ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کثرت سے پناہ الہی طلب کرنا

۵۸

ب: دعائے ابراہیم علیہ السلام کی شرح:

۵۸

ا: حافظ ابن حجر کا بیان

۵۸

۲: امام خطابی کی شرح

۶۰

۳: علامہ عینی کی تحریر

۱۱

## اولاد کو کبھی جانے والی بات پر خود عمل کرنا

دلیل:

۶۰

آیت کریمہ: ﴿إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْنَا.....﴾ الآية

۶۰

تفسیر آیت کریمہ:

۶۰

حافظ ابن کثیر کا قول

۶۰

- بعض والدین کا طرز عمل

۶۱

اس بارے میں فرامین ربانی:

۶۱

- ﴿اتَمُرُّونَ النَّاسَ.....﴾ الآية

۶۱

- ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا.....﴾ الآية

۶۲

۱۲

## اللہ تعالیٰ سے نسل میں سے امت مسلمہ بنانے کی دعا

دلیل:

۶۲

آیت کریمہ: ﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمِينَ.....﴾ الآية

۶۳

تفسیر آیت کریمہ:

۶۳

- شیخ سعدی کا قول

۶۳

۶۳

- شیخ ابن عاشور کا قول

۶۳

تخصیص کی حکمت:

۶۳

- علامہ خازن کا بیان

۶۳

- اس دعا کی عظمت:

۶۳

دلیل:

۶۳

آیت کریمہ: ﴿يَمْنُونَ عَلَيْكَ.....﴾ الآية

۱۳

اپنی نسل کو نماز قائم کرنے والے بنانے کا اہتمام

۶۵

دو دلیلیں:

۶۵

۱- آیت کریمہ: ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ.....﴾ الآية

۶۵

تفسیر آیت کریمہ:

۶۵

علامہ رازی کا قول

۶۶

۲- آیت کریمہ: ﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ.....﴾ الآية

۶۶

تفسیر آیت کریمہ:

۶۶

- حافظ ابن کثیر کا قول

۶۶

تنبیہ: اولاد کو نمازی بنانے کے لیے دو باتوں کا اہتمام

۶۶

- بعض لوگوں کا طرز عمل

۶۷ ارشاد رب العالمین: ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ .....﴾ لآیہ

۶۸ فرمان رسول کریم ﷺ: ”مُرُوا أَوْلَادَكُمْ .....“ الحدیث

۱۳

بہو کے صابرہ شا کرہ ہونے کی خواہش اور کوشش

دلیل:

۶۸

۷۳ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما: ”فَجَاءَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.....“

۷۳

- بہت سے والدین کا طرز عمل

۷۴

- ارشاد رسول کریم ﷺ: ”تَنْبِيحُ الْمَرْأَةِ.....“ الحدیث

۱۵

بیٹے اور اہل خانہ کی خبر گیری

دو دلیلیں:

۷۶

۷۸ ۱: ایک ہی روایت میں ان کے تین مرتبہ تشریف لانے کا ذکر

۷۹

۲: دوسری روایت میں ان کے ہر ماہ تشریف لانے کا ذکر

۸۰

- بعض باپوں کا طرز عمل

۱۶

## بیٹے کو تعمیرِ کعبہ میں شریک کرنا

دلیل:

۸۰

۸۳

- روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

۸۳

- آیت کریمہ: ﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ...﴾ الآية

۸۴

- بعض باپوں کا طرز عمل

۸۴

- نیک اعمال میں شرکتِ اولاد کی تاکید:

۸۴

بیٹے کی بنائے کعبہ میں شرکت کا حکم ربانی:

۸۵

روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما: "فقال: يَا إِسْمَاعِيلُ....."

۱۷

## اپنی نسل کے لیے منصبِ امامت طلب کرنا

دلیل:

۸۵

۸۶

ارشاد رب العالمین: ﴿وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ...﴾ الآية

۸۶

تفسیر آیت کریمہ:

۸۶

- امام بغویؒ کا بیان

۸۶

- قاضی ابن عطیہؒ کی تحریر



- ۸۶ - شیخ محمد عدویؒ کا قول
- ۸۶ اس دعا کا سبب:
- ۸۷ - شیخ سید محمد رشید رضاؒ کا بیان
- ۸۷ - شیخ سعدیؒ کا قول
- ۸۷ دعائے خلیل الرحمن علیہ السلام کی قبولیت:
- ۸۷ دلیل:
- ۸۷ آیت کریمہ: [وَجَعَلْنَا فِي ...] الْآيَةِ
- ۸۷ تفسیر آیت کریمہ:
- ۸۹ - شیخ سعدیؒ کا قول

۱۸

لوگوں کے دل اپنی نسل کی طرف مائل کرنے کی دعا

دلیل:

- ۸۹
- ۹۰ آیت کریمہ: ﴿فَأَجْعَلْ أَقْبَدَةً مِنَ النَّاسِ ...﴾ الْآيَةِ
- ۹۰ تفسیر آیت کریمہ:
- ۹۰ - حافظ ابن جوزیؒ کا قول
- ۹۰ - قاضی بیضاویؒ کا قول
- ۹۱ - شیخ سعدیؒ کا قول

## بیٹے کو حکم دینے سے پہلے اس سے مشورہ کرنا

دو دلیلیں:

۹۱

۱۔ ذبح کے لیے تیار ہونے سے پہلے مشورہ:

۹۲

طلب مشورہ کی حکمت:

۹۲

- علامہ زکشری کا بیان

۹۳

- حافظ ابن جوزی کی تحریر

۹۳

- قاضی بیضاوی کا قول

۹۴

۲۔ بنائے کعبہ میں شریک کرنے سے پیشتر مشورہ:

۹۵

- بعض باپوں کا طرز عمل

۹۷

## حکم ربانی کو بیٹے کی محبت پر ترجیح دینا

دو دلیلیں:

۹۷

۱۔ شیر خوار بیٹے کو بچر اور ویران جگہ چھوڑنا:

۹۸

اس عمل کی عظمت کو اجاگر کرنے والی باتیں:

۹۹

۱: نور نظر کا ہجرت کے بعد ملنا

۹۹

- ۱۰۰ ب: گوشہ جگر کا بڑھاپے میں عطا کیا جانا
- ۱۰۰ ج: اس کا فرزند اول ہونا
- ۱۰۰ د: بنجر اور ویران جگہ چھوڑنے کا حکم
- ۱۰۱ ہ: بیوی کے مسلسل پکارنے کے باوجود مڑ کر نہ دیکھنا
- ۱۰۲ ۲: بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے مستعد ہونا:
- ۱۰۲ قربانی کو نمایاں کرنے والے حقائق:
- ۱۰۲ ا: بیٹے کا ہجرت کے بعد ملنا
- ۱۰۲ ب: بیٹے کا بڑھاپے میں ملنا
- ۱۰۴ ج: بیٹے کا بوڑھے باپ کے تعاون کے قابل ہونا
- ۱۰۴ اس عظیم قربانی کے متعلق آیت کریمہ:
- ۱۰۵ ﴿فَلَمَّا أَسْلَمًا.....﴾ الآية
- ۱۰۵ بیٹے کی قمیص بطور کفن استعمال کرنے کی خاطر اتارنا:
- ۱۰۶ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
- ۱۰۷ بہت سے والدین کا طرز عمل:
- ۱۰۷ حب الہی پر کسی اور کو ترجیح دینے کا برا انجام:
- ۱۰۸ آیت کریمہ: ﴿قُلْ إِنْ.....﴾ الآية

۱۰۸

آیت کریمہ: ﴿رَبَّنَا وَأَبْعَثْ فِيهِمْ.....﴾ الآية

۱۰۸

دعائیں بعثتِ رسول کے مقاصد:

۱۰۹

اتلاوت آیات

۱۰۹

ب: تعلیم کتاب و سنت

۱۱۹

ج: تزکیہ نسل

۱۱۰

دعائے ابراہیم علیہ السلام کی قبولیت:

۱۱۰

دلیل:

۱۱۰

قول رسول کریم ﷺ: "دَعْوَةُ أَبِي....." الحدیث

۱۱۱

نسل ابراہیم علیہ السلام کی عظمت:

۱۱۱

علامہ رازی کا بیان

۱۱۲

- بہت سے والدین کا طرز عمل

۲۲

اولاد کو موت تک دین پر ثابت قدم رہنے کی وصیت

۱۱۳

دلیل:

۱۱۳

آیت کریمہ: ﴿وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ.....﴾ الآية

۱۱۳

تفسیر آیت کریمہ:

۱۱۳

- امام بغوی کا قول

۱۱۳

- قاضی ابن عطیہ کا قول

۱۱۴

اس وصیت کی اہمیت:

۱۱۴

- اللہ تعالیٰ کی اہل ایمان کو اسی بات کی وصیت

۱۱۴

- رسول کریم ﷺ کی امت کو اسی بات کی وصیت

- رسول کریم ﷺ کی حضرت سفیان رضی اللہ عنہ کو

۱۱۵

اسی بات کی وصیت

۲۳

## مرتے دم تک اولاد کو وعظ و نصیحت

دلیل:

۱۱۶

ارشاد رب العالمین: ﴿إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ .....﴾ الآيتين

۱۱۶

اس بارے میں تین باتیں:

۱۱۶

۱: وصیت سے مراد:

۱۱۷

- علامہ رازی کا قول

۱۱۷

- علامہ الوسی کا قول

۱۱۷

۲: وصیت متعدد دفعہ کی گئی:

۱۱۸

- قاضی ابن عطیہ کا قول

۱۱۸

- حافظ ابن جوزی کا بیان

۱۱۸

- ۱۱۸ ۳: بعض والدین کا بڑی عمر کی اولاد کو نصیحت نہ کرنا  
 ۱۱۸ شادی شدہ اولاد کو نصیحت کرنے کے دلائل:  
 ۱۱۸ ۱: آنحضرت ﷺ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وعظ فرمانا  
 ۱۱۹ ۲: حضرت صدیق کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ڈانٹنا  
 ۱۱۹ ۳: حضرت فاروق کا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی باز پرس کرنا

## خاتمہ

۱۲۱

۱۲۱

- خلاصہ کتاب

۱۲۲

- اپیل

۱۲۵

## مصادر و مراجع



## دیباچہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ  
أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا  
هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا  
عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ  
مُسْلِمُونَ﴾<sup>۱</sup>

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا  
زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ  
وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾<sup>۲</sup>

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ☆ يُصْلِحْ لَكُمْ  
أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾<sup>۳</sup>

اما بعد! مسلمان والدین کی نگاہوں میں ایک انتہائی اہم معاملہ یہ ہے کہ وہ

۱۔ سورہ آل عمران / الآیہ ۱۰۲۔

۲۔ سورہ النساء / الآیہ ۱۔

اپنی اولاد کے لیے کن چیزوں کے حصول کی رغبت کریں؟ انہیں کن چیزوں سے بچانے کی کوشش کریں؟ اور پھر اپنے جگر کے گوشوں کے بارے میں اپنی تمناؤں، آرزوؤں اور ارادوں کی تکمیل کیسے کریں؟ اور انہیں کس طرح مصائب، مشاغل، آفات اور برائیوں سے محفوظ کر دیں؟

اللہ رب العزت کے امت اسلامیہ پر ان گنت احسانات میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے اپنی کتاب عزیز قرآن مجید اور سنت مصطفیٰ ﷺ میں اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بحیثیت والد سیرت مطہرہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ فرما دیا ہے جو کہ راہ نمائی کے طلب گار والدین کے لیے مشعل راہ اور منار ہدایت ہے۔ ان کی سیرت مطہرہ میں اولاد کے متعلق والدین کے بہت سے سوالات کے جوابات موجود ہیں۔ انہی سوالات میں سے تین درج ذیل ہیں:

ا: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لیے کن چیزوں کو پسند فرمایا؟

ب: انہوں نے کن چیزوں سے اپنی اولاد کو بچانے کی رغبت اور کوشش کی؟

ج: اولاد کے بارے میں اپنے عزائم اور ارادوں کی تکمیل کے لیے انہوں نے کیا

کیا طریقے اختیار فرمائے؟

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بحیثیت والد شان و عظمت کو سمجھنے کے لیے یہی ایک بات کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امام الانبیاء قائد المرسلین حضرت محمد ﷺ کو ملت ابراہیم علیہ السلام کی اتباع کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنْ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ ۱۔



[ ترجمہ: پھر ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیم حنیف - علیہ السلام - کی پیروی کریں اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا ]

اسی بات کا اللہ تعالیٰ نے حکم آنحضرت ﷺ کی امت کو دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ صَدَقَ اللَّهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾

[ ترجمہ: کہہ دیجیے اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تم ابراہیم حنیف - علیہ السلام - کی ملت کی پیروی کرو اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا ]

اولاد کے متعلق اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں خود اپنے لیے اور دیگر والدین کے لیے راہ نمائی حاصل کرنے کی غرض سے [ حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد ] کے عظیم موضوع کے بارے میں اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے گفتگو کرنے کا عزم کیا ہے۔

کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں:

مولائے رحمن ورحیم کے فضل و کرم سے کتاب

کی تیاری کے دوران درج ذیل باتوں کا اہتمام کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

۱۔ اس کتاب کی بنیاد اور اساس قرآن و سنت ہے۔

۲۔ احادیث شریفہ کو ان کے اصل مراجع سے نقل کیا گیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتب حدیث سے نقل کردہ احادیث کے متعلق علمائے حدیث کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔ صحیحین کی احادیث کے ثبوت پر اجماع امت کے پیش نظر

ان کے بارے میں علمائے امت کے اقوال کو ذکر نہیں کیا گیا۔<sup>۱</sup>  
 ۳۔ رب علیم و حکیم کی عنایت سے [ بحیثیت والد سیرت ابراہیم علیہ السلام ] سے  
 تیس باقیں اخذ کی گئی ہیں۔ کتاب و سنت سے ان باتوں کا استنباط کرتے وقت کتب  
 تفسیر اور شروح حدیث سے استفادے کی کوشش کی گئی ہے۔

۴۔ غیر ثابت شدہ احادیث اور اسرائیلی روایات سے کلی طور پر اجتناب کیا گیا  
 ہے کیونکہ کتاب و سنت کی ثابت شدہ باتیں ہمارے لیے بہت کافی ہیں۔

۵۔ سیرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد سے حاصل شدہ باتوں کی تائید میں کتاب  
 و سنت سے کچھ دیگر شواہد پیش کیے گئے ہیں۔ البتہ انہیں ذکر کرتے وقت اختصار کی  
 کوشش کی گئی ہے۔

۶۔ کتاب کے آخر میں مراجع کے متعلق تفصیلی معلومات درج کی گئی ہیں تاکہ  
 مراجعت کرنے والے حضرات کو ان تک رسائی میں دقت نہ ہو۔

کتاب کا خاکہ:

مولائے رؤوف و ودود کی کرم نوازی سے کتاب کی تقسیم درج ذیل

انداز میں کی گئی ہے:

- پیش لفظ

- سیرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد سے حاصل شدہ تیس باقیں

۱۔ صحیحین کی احادیث کے متعلق علمائے امت کے اقوال ذکر نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ ان کی صحت  
 پر اجماع امت ہے۔ (مالاحظہ ہو: مقدمة النووي<sup>۲</sup> لشرحہ علی صحیح مسلم ص ۱۱۴)

ونوعه النظر الفل فی توضیح نسخه تالیف مولانا فاضل بن محمد برص مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

[ ہر بات نمبر اور عنوان کے تحت ذکر کی گئی ہے ]

- خاتمہ:

- خلاصہ کتاب

- اپیل

شکر و دعا:

بندہ خطا کار اپنے خالق مالک مولائے رحمن و رحیم کے لیے سراپا تشکر و امتنان ہے کہ اس نے مجھ ناکارے اور ناتواں کو اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی سیرت طیبہ کے اس گوشے کے متعلق کام شروع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اب اس ہی سے اس معمولی اور حقیر کوشش کو قبول فرمانے کی عاجزانہ التماس ہے۔ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَثُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾

رب ذوالجلال والاکرام سے عاجزانہ التجا ہے کہ وہ میرے گرامی قدر والدین محترمین کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے میری تعلیم و تربیت اور دین کی محبت و عظمت میرے دل میں راسخ کرنے کے لیے مقدر و بھر کوشش کی۔ ﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْتَانِي صَغِيرًا﴾

اپنے معزز ساتھی اور بھائی پروفیسر ڈاکٹر سید محمد ساداتی شفق علی کا شکر گزار ہوں کہ اس کتاب کی تیاری میں ان کے قیمتی مشوروں سے استفادہ کیا گیا۔

اپنے عزیزان القدر بیٹوں حافظ حماد الہی، حافظ سجاد الہی، عباد الہی اور عزیزات القدر بیٹیوں کے لیے دعا گو ہوں کہ انہوں نے کتاب کی تیاری اور مراعات میں خوب تعاون کیا۔ اپنی اہلیہ اور اولاد کے لیے دعا گو ہوں کہ انہوں نے میری مصروفیات کا

خیال رکھا اور مقدور بھر میری خدمت کی۔ حَزَاهُمْ اللّٰهُ تَعَالٰی جَمِیْعًا خَيْرَ الْحَزَاءِ  
فِی الدَّارِیْنِ -

رب حی و قیوم اس کتاب کو میرے اور سب قارئین کرام کے لیے ذریعہ نجات  
بنائے، اور اس کو اسلام اور مسلمانوں کے لیے مبارک اور مفید بنائے۔ آمین یا رب  
العالمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَاَصْحَابِهِ وَاَتْبَاعِهِ وَبَارَكَ  
وَسَلَّمَ ❀



۱

## اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد طلب کرنا

سیرت ابراہیم علیہ السلام میں موجود باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے اپنے وطن اور قوم سے ہجرت کرتے وقت اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد عطا فرمانے کی درخواست کی۔  
دلیل:

اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ارشاد فرمایا: ﴿وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ﴾ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۱

[ترجمہ: اور اس [ابراہیم علیہ السلام] نے کہا: میں اپنے رب کی طرف [ہجرت کر کے] جا رہا ہوں وہ ضرور میری راہ نمائی کرے گا۔ اے رب! مجھے نیک اولاد عطا فرما]  
تفسیر آیت کریمہ:

علامہ زختری نے ﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ کی تفسیر میں قلم بند کیا ہے کہ ان کی دعا کا مقصود یہ ہے کہ مجھے نیک اولاد عطا فرما کیونکہ لفظ [الہبہ] غالباً اولاد کے عطا فرمانے کے متعلق استعمال ہوتا ہے۔ ۲

شیخ محمد عدویؒ نے تحریر کیا ہے: ”پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ انہیں

۱۔ سورة الصافات / الآيات ۹۹-۱۰۰ .

۲۔ ملاحظہ ہو: الکشاف ۷/۳، ۶۳۴، نیز ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر صفحہ ۲/۱۹۱، مکتبہ محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

صالح اولاد عطا فرمائے۔<sup>۱</sup>

نیک اولاد طلب کرنے کی حکمت:

قاضی بیضاوی نے نیک اولاد طلب کرنے کی

حکمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: ”وہ دعوت و اطاعت کے کاموں میں میری اعانت کریں اور پردیس میں میرے مؤنس اور غم خوار بنیں۔“<sup>۲</sup>

شیخ ابن عاشور اس بارے میں رقم طراز ہیں: ”انہوں نے [اپنی دعائیں] اولاد کے ساتھ ان کے نیک ہونے کا ذکر کیا کیونکہ نعمت اولاد کی تکمیل ان کی نیکی کے ساتھ ہوتی ہے۔ بیٹوں کی نیکی باپوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے۔ والدین کے ساتھ حسن سلوک بھی اولاد کی نیکی ہی کے آثار میں سے ہے۔“<sup>۳</sup>

بعض لوگوں کا طرز عمل:

اس مقام پر شاید یہ تشبیہ کرنا مناسب ہو کہ بعض لوگ اللہ

تعالیٰ سے اولاد طلب کرتے وقت ان کے نیک ہونے کا ذکر نہیں کرتے، ان کی دعا صرف یہ ہوتی ہے کہ: ”اے اللہ ہمیں اولاد عطا فرما۔“ اور کچھ حضرات ایسے بھی ہیں کہ اولاد کے بگڑنے کی مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد بھی اولاد کی نیکی کی دعا کے موثر، مفید اور مضبوط ہتھیار سے فیض یاب نہیں ہوتے۔ خلیل الرحمن حضرت ابراہیم علیہ السلام ایسے لوگوں کے برعکس اولاد کے ملنے سے پہلے ہی سے یہ فریاد شروع کر دیتے ہیں

۱۔ دعوة الرسل ص ۶۰۔

۲۔ تفسیر البیضاوی ۲/۲۹۸؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح القدیر ۴/۵۷۴؛ وروح المعانی

کہ وہ صالحین میں سے ہوں، کیونکہ نیکی سے دور اولاد اپنے والدین کے لیے افسوس، رنج، پریشانی اور بے چینی کا سبب بنتی ہے، بلکہ وہ تو ان کے لیے دنیا و آخرت میں وبال جان ہوتے ہیں۔ اے اللہ کریم! ہماری اولادوں کو نیک بنا اور ان میں سے کوئی بد بخت اور محروم نہ ہو۔ آمین یا حی یا قیوم۔



۲

## اولاد کی دینی مصلحت کو دنیوی مفادات پر ترجیح دینا

عام طور پر لوگ اپنی اولاد کو وہاں بساتے ہیں جہاں دنیوی وسائل اور اسباب کی کثرت ہو، پانی کی فراوانی ہو، اناج، سبزیاں اور پھل وافر مقدار میں ہوں، لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معیار انتخاب یہ نہ تھا۔ انہوں نے اپنی اولاد کو وہاں آباد کیا جہاں پانی تھا نہ کھیتی، نہ دنیوی وسائل تھے اور نہ ہی سامانِ تعیش تھا۔ لیکن وہ مقام حرمت والے گھر کی جگہ تھی، اور وہاں اولاد کے بسانے میں ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر میں نماز کو قائم کریں۔

۱۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے بھی بیٹے کے ملنے سے پہلے ہی اس کے نیک ہونے کی فریاد کی، اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾ آل عمران / الآیة ۳۸۔ علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: (ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً) یعنی نیک نسل۔ (تفسیر القرطبی ۷۲/۴)۔ اور اسی دعا کا ذکر سورۃ مریم میں بایں الفاظ فرمایا: ﴿وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا﴾ (جزء من الآیة ۶)۔ علاوہ قرطبی نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے: ”اس کے اخلاق اور اعمال پسندیدہ ہوں“۔ (تفسیر القرطبی ۸۲/۱۱)۔

محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دلیل:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اس ارادے کا اظہار اس دعا میں کیا جو انہوں نے اپنے لخت جگر اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو وہاں چھوڑتے وقت کی۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا:

”ثُمَّ حَمَاءَ بِهَا (أُمَّ إِسْمَاعِيلَ) إِبْرَاهِيمُ، وَيَابِنَهَا إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ - وَهِيَ تُرْضِعُهُ - حَتَّى وَضَعَهَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْرَمٍ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ، وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ، وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعُهَا هُنَالِكَ. ثُمَّ قَفَى إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُنْطَلِقًا ..... حَتَّى إِذَا كَانَ عِنْدَ الشَّيْبَةِ حَيْثُ لَا يَرَوْنَهُ اسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ، ثُمَّ دَعَا بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾<sup>۱</sup>،<sup>۲</sup>

پھر ابراہیم علیہ السلام (والدہ اسماعیل) کو اور اس کے بیٹے اسماعیل - علیہما السلام - کو جنہیں وہ [ان دونوں] دودھ پلا رہی تھی لے آئے، اور ان دونوں کو گھر (خانہ کعبہ) کے پاس، بڑے درخت کے قریب مسجد کے بالائی حصے میں بٹھا دیا جہاں [اب] زمزم ہے، اور تب مکہ میں کوئی نہ تھا، اور نہ ہی پانی تھا، ان دونوں کو اس مقام پر چھوڑا۔ اور خود ابراہیم علیہ السلام نے واپسی کا رخ کیا، یہاں تک کہ جب ٹیلے کے پاس پہنچے جہاں

۱۔ سورۃ ابراہیم - علیہ السلام - / جزء من الآیة ۳۷ .

۲۔ صحیح البخاری ، کتاب الانبیاء ، باب یزقون : النسلان فی المشی ، جزء من رقم



وہ ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو چکے تھے، انہوں نے بیت اللہ کی طرف رخ کیا، اور پھر ہاتھ اٹھا کر درج ذیل الفاظ کے ساتھ دعا کی: ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾

[ترجمہ: اے ہمارے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد کو بے کھیتی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسایا ہے اے ہمارے رب! [یہ اس لیے] تاکہ وہ نماز کو قائم رکھیں]

تفسیر آیت کریمہ:

علامہ قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: (رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ) میں [لِيُقِيمُوا] کا [لام] [لام کی] ہے [یعنی ایسا لام ہے جو وہاں بسانے کی غرض و غایت کو بیان کرتا ہے] اور معنی یہ ہے کہ میرے یہاں اولاد کو آباد کرنے کی غرض یہ ہے کہ وہ آپ کے عزت والے گھر میں نماز قائم کریں۔<sup>۱</sup>

قاضی بیضاویؒ نے اپنی تفسیر میں قلم بند کیا ہے: ”(رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ) میں [لام] [لام کی] ہے اور [أَسْكَنْتُ] سے متعلق ہے۔ اور معنی یہ ہے کہ میں نے دنیاوی آسائشوں اور وسائل رزق سے خالی اس سرزمین میں اپنی اولاد کو صرف اس لیے آباد کیا ہے تاکہ وہ آپ کے عزت والے گھر کے جوار میں نماز قائم کریں۔ اور [رَبَّنَا کے الفاظ کے ساتھ] تکرار اور نداء، اور اس کو دعا کے درمیان ذکر کرنے سے

۱۔ ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبی ۳۷۱/۹، نیز ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر

یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ ان کے وہاں بسانے کی غرض و غایت صرف یہی ہے۔<sup>۱</sup>  
بعض والدین کا طرز عمل:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے اس فیصلے میں ان باپوں سے  
یکسر مختلف تھے جو اپنی اولاد کے لیے جائے سکونت کا انتخاب کرتے وقت صرف دنیوی  
مفادات کو پیش نظر رکھتے ہیں اور اس بات کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں کہ ان کے  
فیصلے سے ان کی اولاد کے دین، اخلاق اور آخرت کے بنانے اور بگاڑنے پر کیا  
اثرات مرتب ہوں گے۔

دنیاوی مفادات کو <sup>مطم</sup> نظر بنانے کا بُرا انجام:

ہمارے نبی کریم ﷺ نے اسی بارے

میں پہلے ہی سے خبر دے رکھی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”مَنْ كَانَتْ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ اللَّهُ الْفَقْرَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ،

وَلَمْ يَأْتِهِ مِنْهَا إِلَّا مَا قُدِّرَ لَهُ“<sup>۲</sup>

”جس کا مقصود صرف دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کی پیشانی پر فقر مسلط کر دیتے ہیں،

۱۔ تفسیر البیضاوی ۱/۵۲۰؛ نیز ملاحظہ ہو: المحرر الوجیز ۱۰۰/۹۲-۹۳؛

وتفسیر ابی السعود ۵/۵۲؛ وروح المعانی ۳/۲۳۷؛ وتفسیر القاسمی ۱۰

۳۴/

۲۔ یہ امام ترمذیؒ کی حضرت انسؓ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث شریف کا ایک حصہ ہے۔

[ملاحظہ ہو: جامع الترمذی، أبواب صفة القيامة، باب، رقم الحدیث

[۱۴۰-۱۳۹/۷، ۲۵۸۳]

اور شیخ البہانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن

اس کے معاملہ کو بگاڑ دیتے ہیں اور دنیا اس کو اتنی ہی میسر آتی ہے جو اس کے مقدر میں کی جا چکی ہے۔“

اور اسی سلسلے میں ایک شاعر نے کہا:

نُرَقُّعُ دُنْيَانَا بِتَمَزِينَتِي دِينِنَا ❁ فَلَا دِينُنَا يَنْقَى وَلَا مَا نُرَقُّعُ  
[ ہم اپنی دنیا کو سنوارنے کے لیے اپنے دین کو چیرتے ہیں، اس پیوند کاری

سے نہ ہی دین سالم رہا، اور نہ ہی دنیا سدھری ]

اللہ رب المعزت ہمیں ایسے بد قسمت لوگوں کی راہ سے بچائے اور اپنے خلیل

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی راہ پر چلائے۔ آمین یا ذا الجلال والاكرام۔



۳

## بیٹے اور بیوی کی دنیوی مصلحت کا خیال رکھنا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اولاد کے دینی مفادات کو دنیوی مصلح پر فوقیت دینے کا

معنی یہ نہ تھا کہ وہ ان کے دنیوی مفادات سے غفلت برتتے۔ وہ شریعت کی پابندی

کرتے ہوئے اپنے وسائل کی حدود میں ان کے دنیوی تقاضوں اور ضروریات کو پورا

کرنے کا اہتمام بھی فرماتے۔

دلیل:

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ

کو بیت اللہ کے جوار میں بسانے کے لیے لائے تو اپنے ہمراہ ان دونوں کے لیے کھجوروں کا تھیلا اور پانی کا مشکیزہ لائے۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا:

”ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبَابِنَهَا إِسْمَاعِيلُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ - وَهِيَ تَرْضِعُهُ - حَتَّى وَضَعَهَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ، وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ، وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ، فَوَضَعَهُمَا هُنَاكَ، وَوَضَعَ عِنْدَهُمَا جِرَابًا فِيهِ تَمْرٌ وَسِقَاءٌ فِيهِ مَاءٌ“<sup>۱</sup>

”پھر ابراہیم علیہ السلام اس [والدہ اسماعیل] کو، اور اس کے بیٹے اسماعیل علیہما السلام کو، جنہیں وہ [ان دونوں] دودھ پلا رہی تھی، لے آئے، ان دونوں کو گھر (خانہ کعبہ) کے پاس بڑے درخت کے قریب مسجد کے بالائی حصے میں بٹھا دیا جہاں [اب] زمزم ہے، اور تب مکہ میں کوئی نہ تھا، اور نہ ہی وہاں پانی تھا۔ انہوں نے کھجوروں کا چمڑے کا بنا ہوا تھیلا اور پانی کا ایک مشکیزہ ان دونوں کے پاس رکھ دیا۔“

بعض لوگوں کا طرز عمل:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اور بیوی کے لیے کھجوروں اور پانی کے مہیا کرنے کا اہتمام فرمایا۔ ان کے طرز عمل کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ دینی مقاصد کے لیے اپنے گھروں سے نکل جاتے ہیں، لیکن اپنے اہل و عیال کے نان و نفقہ اور دیگر جائز تقاضوں کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ تنبیہ کرنے پر فوراً جواب دیتے ہیں کہ: ”جس اللہ کی راہ میں جا رہے ہیں وہ ضرور ان کا بندوبست فرمائے گا۔“

۱- صحیح البخاری، کتاب الأنبياء، باب يزقون: النسلان في المشي، جزء من رقم

کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اور بیوی کو بیت اللہ کے جوار میں حکم الہی کی تعمیل میں نہ چھوڑ رہے تھے؟ کیا انہیں اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور بھروسہ نہ تھا؟ کیا ایسے لوگوں کا توکل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے توکل سے زیادہ ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو کھجوروں کا تھیلا اور پانی کا مشکیزہ دینے پر قادر نہ تھا؟

ان سب باتوں کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے بیٹے اور بیوی کو اپنے وسائل کے بقدر جو میسر ہو سکا فراہم کیا، اور پھر ان کے معاملہ کو رب قادر کے سپرد کیا۔

کیا ہمارے ان بھائیوں نے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک نہیں سنا؟

”كَفَى بِالْمَرْءِ إِيمَانًا أَنْ يُضَيِّعَ مَنْ يَقُوْتُ“<sup>۱</sup>

[ آدمی [ کی بربادی ] کے لیے یہی گناہ کافی ہے کہ وہ ان کو ضائع کر دے

جن کا نان و نفقہ اس کے ذمہ ہے ]

یا وہ اس حدیث کو سن کر فراموش ہو چکے ہیں؟



۱۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سنن ابی داؤد، کتاب الزکاة، باب فی صلة الرحم، رقم الحدیث ۱۶۸۹، ۷/۵)۔ شیخ البانی نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابی داؤد ۱/۳۱۷)۔

محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## اپنی نسل کے لیے پھلوں کے رزق کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اور بیوی کو کھجوروں کا تھیلا اور پانی کا مشکیزہ مہیا کرنے پر اکتفا نہ کیا، بلکہ اپنے رب رزاق سے التجا کی کہ وہ انہیں اور ان کی آئندہ نسل کو پھلوں کا رزق عطا فرمائے۔

دو دلائل:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کا ذکر، درج ذیل دو آیتوں میں کیا گیا ہے۔

۱۔ آیت کریمہ:

﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾ ۱

[ترجمہ: اے ہمارے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد کو بے کھیتی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسایا ہے، اے ہمارے رب! [یہ اس لیے] تاکہ وہ نماز قائم رکھیں، پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے اور ان کو پھلوں کا رزق عطا فرماتا کہ وہ شکر کریں]

تفسیر آیت کریمہ:

علامہ شوکانیؒ نے اپنی تفسیر میں قلم بند کیا ہے: ”(وَارْزُقْهُمْ مِنْ

الثَّمَرَاتِ) : یعنی میری اس نسل کو جنہیں میں نے یہاں بسایا ہے، پھلوں کا رزق دے، یا [ مراد یہ ہے کہ ] انہیں اور ان کے ساتھ رہائش پذیر ہونے والے لوگوں کو ان سب قسموں کے پھلوں کا رزق عطا فرما جو اس جگہ پیدا ہوں یا باہر سے لائے جائیں۔<sup>۱</sup>

۲۔ آیت کریمہ:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمْتِعْهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ﴾<sup>۲</sup>

[ ترجمہ: اور جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے رب! اس جگہ کو امن والا شہر بنا اور اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لانے والے یہاں کے باشندوں کو پھلوں کا رزق عطا فرما ]

تفسیر آیت کریمہ:

حضرت خلیل علیہ السلام کی اس دعا سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی نسل کے لیے ان تمام اقسام کے پھلوں کے رزق کی دعا کی جو لوگوں کے درمیان معروف تھے۔ اس بارے میں شیخ ابن عاشور نے تحریر کیا ہے: (وَالثَّمَرَاتِ) میں تعریف [ اَل ] استغراق عرفی کے لیے ہے یعنی پھلوں کی وہ تمام اقسام جن سے لوگ آشنا ہیں، اور اس میں ان [ کی نسل ] کے لیے خوش حالی کی دعا ہے تاکہ وہ [ سامانِ خورد و نوش کی قلت کے سبب ] وہاں سے کوچ کا ارادہ نہ کریں۔<sup>۳</sup>

۱۔ فتح القدیر ۳/ ۱۶۱ . ۲۔ سورة البقرة / جزء من الآية ۱۲۶ .

۳۔ التحریر و التنبیہ ۱/ ۷۱۵ باختصار؛ نیز ملاحظہ ہو: روح المعانی ۶/ ۲۵۵ .  
محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دعاے خلیل الرحمن علیہ السلام کی قبولیت:

یعنی مقاصد کی خاطر اپنی اولاد کو سر زمین مکہ مکرمہ میں چھوڑنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ ان کے اس اقدام سے ہونے والی کمی کی وہ خود توفیق فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا، اور جس چیز کے فقدان کا انہیں اندیشہ تھا وہی چیز اس سے اعلیٰ نوعیت اور وافر مقدار میں ان کی نسل اور اہل مکہ کو عطا فرمائی۔

دلیل:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَأَوْلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا يُحْبِبِي إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رَزَقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلَكِنْ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۷﴾

[ترجمہ: کیا ہم نے انہیں امن و امان والے حرم میں جگہ نہیں دی جہاں ہر چیز [یعنی قسم] کے پھل کھچے چلے آتے ہیں، [یہ] ہماری طرف سے رزق ہے، لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے]

تفسیر آیت کریمہ:

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: ”(يُحْبِبِي إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ) یعنی وہاں ہر سرزمین اور شہر کے پھل لائے جاتے ہیں“۔<sup>۱</sup>

علامہ شوکانی نے اس بارے میں قلم بند کیا ہے: ”وہاں مختلف جگہوں کے جدا جدا اقسام کے پھل لا کر اکٹھے کیے جاتے ہیں“۔<sup>۲</sup>

۱۔ سورة القصص / جزء من الآية ۵۷ .

۲۔ تفسیر القرطبی ۱/۳ وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



آخرت کو ترجیح دینے کا شاندار ثمرہ:

اس میں کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ جو بھی

آخرت کو ترجیح دیتا ہے مولائے کریم اس کو دنیا سے بھی محروم نہیں رکھتا۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے امت کی اس سلسلے میں بایں الفاظ راہ نمائی فرمائی:

”وَمَنْ كَانَتْ الْأَجْرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللَّهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ، وَجَمَعَ لَهُ شَمْلَهُ، وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا، وَهِيَ رَاغِمَةٌ.“<sup>۱</sup>

”ترجمہ: جس کا مقصود آخرت ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں تو نگری ڈال دیتا ہے، اس کا معاملہ سدھار دیتا ہے، اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔“



۵

## اپنی نسل کیلئے عبادت و طاعت میں معاون رزق طلب کرنا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنی نسل کے لیے ہر قسم کے پھلوں کے رزق کی دعا کی تو ان کی نگاہ میں حصول رزق مقصود بالذات نہ تھا، بلکہ انہوں نے اپنی دعا ہی میں طلب کیا کہ وہ رزق عبادت و طاعت میں ان کی بھرپور توجہ، دل جمعی اور تقویٰ کا سبب ہو۔

<sup>۱</sup> یہ امام ترمذیؒ کی حضرت انسؓ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث کا حصہ ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذی، أبواب صفة القيامة، باب، رقم الحدیث ۲۵۸۳، ۱۳۹/۷-۱۴۰)۔ شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذی ۳۰۰/۲)۔

محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دلیل:

قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کا بایں الفاظ ذکر کیا گیا ہے:

﴿وَأَرْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾<sup>۱</sup>

[ترجمہ: اور انہیں پھلوں کا رزق عطا فرماتا کہ وہ شکر کریں]

تفسیر آیت کریمہ:

علامہ فخر رازی نے آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے: یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عقل مند شخص کا دنیوی منافع [کے حصول] سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ ان کے میسر آنے پر وہ توجہ اور دل جمعی سے عبادت اور نیکی کے کام کر سکے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بات کو واضح کیا کہ اپنی اولاد کے لیے دنیوی منافع طلب کرنے سے ان کا مقصود یہ تھا کہ وہ خوب توجہ اور دھیان سے نمازیں اور دیگر واجبات ادا کر سکیں۔<sup>۲</sup>

علامہ خازن نے اپنی تفسیر میں قلم بند کیا ہے: ”یہ اس بات پر دلالت کناں ہے کہ دنیوی فوائد صرف اس غرض سے حاصل کیے جاتے ہیں کہ وہ عبادت کے ادا کرنے اور نیکی کے امور سرانجام دینے میں معاون بن سکیں۔“<sup>۳</sup>

شیخ ابن عاشور اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں: (دنیوی ساز و سامان کے حصول سے) مقصود یہ ہے کہ یک سوئی کے ساتھ عبادت کے اسباب میسر آ جائیں، اور اس کی راہ میں حائل ہونے والی فکر معاش کی رکاوٹ ختم ہو جائے۔<sup>۴</sup>

۱۔ سورة ابراهيم - العنكبوت / جزء من الآية ۳۷ .

۲۔ تفسیر الخازن ۴/ ۴۹ .

۳۔ التفسیر الكبير ۱۹/ ۱۳۷ .

۴۔ ملاحظہ ہو: التحریر والتنوير ۱۳/ ۲۴۲؛ نیز ملاحظہ ہو: روح المعانی

ملت ابراہیمیہ کے پیروکاروں کی ذمہ داری:

ملت ابراہیمیہ - علی صاحبہا السلام -

کی پیروی کے ہر دعوے دار پر لازم ہے کہ اپنے اور اپنی اولاد کے لیے دنیوی ساز و سامان اور مال و دولت طلب اور جمع کرتے وقت اس کی غرض و غایت بھی یہی ہو۔ دنیوی مال و متاع کو مقصود بالذات نہ ٹھہرائے۔ ڈالروں، پونڈوں، ریالوں، روپوں اور دیگر دنیوی ساز و سامان کا پرستار اور پیجاری بن کر رحمتِ دو عالم ﷺ کی بددعا کے مستحق لوگوں میں شامل نہ ہو جائے۔

دنیا پرست کے لیے رحمتِ دو عالم ﷺ کی بددعا:

امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ

سے روایت نقل کی ہے:

”تَعِسَ عَبْدُ الدِّينَارِ، وَعَبْدُ الدَّرْهَمِ، وَعَبْدُ الحَمِيصَةِ، إِنْ أُعْطِيَ رِضِي، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ سَخِطَ، تَعِسَ وَانْتَكَسَ، وَإِذَا شَيْئٌ فَلَا انْتَقَشَ“<sup>۱</sup>

”دینار کا بندہ، درہم کا بندہ، چادر کا بندہ برباد ہو جائے، اگر اس کو [پنجھ] دیا جائے تو خوش ہو جائے، اور اگر نہ دیا جائے تو روٹھ جائے، وہ اگر کرچہ کے بل بازی کھائے، اور پھر سر کے بل الٹ جائے، اور جب اس کو کانا چبھ جائے تو کوئی اس کا نئے کو باہر کھینچنے والا نہ ہو۔“<sup>۲</sup>

۱ صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب الحراسة فی الغزو فی سبیل اللہ، جزء من رقم الحدیث ۲۸۸۷، ۶/۸۱۔

۲ (جب اس کو کانا.....) اس سے -واللہ تعالیٰ اعلم- شاید مقصود یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اس کے لیے شفقت و ہمدردی کے جذبات نہ رہیں، اس کو بتائے مصیبت دیکھ کر

کوئی اس پر ترس نہ کھائے۔ (ملاحظہ ہو: شرح الطیبی ۱/۳۲۷۳-۳۲۷۵) محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دنیا کو طلبِ آخرت کا ذریعہ بنانے کا حکم ربانی:

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جو دنیوی

مال و متاع میسر آئے اس کے ذریعے اپنی آخرت بنانے اور سدھارنے کی کوشش

کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ﴾<sup>۱</sup>

[ترجمہ: اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کر رکھا ہے اس سے آخرت طلب

کیجیے]

تفسیر آیت کریمہ:

امام بغویؒ نے آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھا ہے: ”اللہ تعالیٰ کے عطا

کردہ مالوں اور نعمتوں کے ذریعے جنت طلب کرنے کی کوشش کرو، اور اس کی عملی شکل

یہ ہے کہ ان نعمتوں کا شکر کرو اور انہیں اللہ تعالیٰ کی خوش نودی کے کاموں میں خرچ

کرو“۔<sup>۲</sup>

شیخ قاسمیؒ نے آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے: ”اللہ تعالیٰ نے فقر و فاقہ کے

بعد آپ کو جو تو نگر بی عطا فرمائی ہے اس کے ساتھ فرائض و مستحبات میں سے نیک

اعمال کر کے اپنے لیے زادِ آخرت بنا لیجیے“۔<sup>۳</sup>

اللہ تعالیٰ ہمیں، ہمارے بہن بھائیوں اور اولادوں کو ان سعادت مند لوگوں میں

شامل فرمائے جو طلبِ دنیا کو یک سوئی اور توجہ سے عبادات کرنے اور زیادہ سے زیادہ

اچھے کام سرانجام دینے کا ذریعہ بناتے ہیں۔ آمین یا حی یا قیوم۔



۱۔ سورة القصص / جزء من الآية ۷۷ .

۲۔ تفسیر البغوی ۳/ ۴۵۴ .

۳۔ محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۶

## بیٹے اور اس کے اہل خانہ کے رزق میں برکت کی دعا

سیرت ابراہیم علیہ السلام میں ہم یہ بات بھی پاتے ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کے بیٹے اور اہل خانہ کے رزق میں برکت عطا فرمائے۔  
دلیل:

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ایک طویل روایت نقل کی ہے۔ اور اسی میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گھر مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ تب ان کے بیٹے گھر میں موجود نہ تھے۔ انہوں نے اپنی بہو سے ان کے حالات اور گزران کے متعلق دریافت کیا۔ انہوں نے یہ سوال بھی کیا: ”مَا طَعَامُكُمْ؟“ ”تمہاری خوراک کیا ہے؟“

بہو نے عرض کی: ”اللَّحْمُ“ ”گوشت“

انہوں نے پوچھا: ”فَمَا شَرَبْتُمْ؟“ ”تمہارا مشروب کیا ہے؟“

اس نے جواب دیا: ”الْمَاءُ“ ”پانی“

انہوں نے کہا: ”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ.“

”اے اللہ! ان کے لیے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما۔“

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: ”اللَّهُمَّ بَارِكْ

لے ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب الأنبياء، باب يزقون: النسلان في المشي،

رقم الرواية ۳۳۶۴، ۶/۳۹۷.

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ .“

”اے اللہ! ان کے لیے ان کے کھانے اور پینے میں برکت عطا فرما۔“

انہوں [ابن عباس رضی اللہ عنہما] نے کہا: ’ابوالقاسم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

”بِرَّكَتَةٍ يَدْعُوهُ اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ .“<sup>۱</sup>

”ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی برکت ہے۔“<sup>۲</sup>

برکت کا مفہوم:

علامہ راغب اصفہانی<sup>۳</sup> کے بیان کے مطابق ”برکت“ سے مراد کسی

چیز میں خیر الہی کا باقی رہنا ہے۔<sup>۴</sup>

علامہ ابن کثیر<sup>۵</sup> نے (بَارِكْ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ علیہ السلام) کی شرح میں

تحریر کیا ہے کہ: تو [اللہ تعالیٰ] نے آپ علیہ السلام - کو جو شرف و بزرگی عطا فرمائی ہے

اس کو دوام اور قرار عطا فرما۔ اور لفظ (الْبِرَّكَتَةُ) اضافہ اور زیادہ ہونے کے معنی میں بھی

استعمال ہوتا ہے لیکن اصل معنی پہلا ہی ہے۔<sup>۶</sup>

علامہ ابن منظور<sup>۷</sup> نے لکھا ہے کہ ”الْبِرَّكَتَةُ“ سے مراد اضافہ اور زیادہ ہونا ہے۔<sup>۸</sup>

ہمارے جگر کے ٹکڑے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے دوام و بقا اور ان میں

<sup>۱</sup> ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب الأنبياء، باب يزقون: النسلان في

المشي، جزء من رقم الرواية ۳۳۶۵، ۶/۳۹۹.

<sup>۲</sup> حافظ ابن حجر نے اس کی شرح میں تحریر کیا ہے کہ ان کی دعا کی وجہ سے اہل مکہ کے طعام و شراب

میں برکت ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری ۶/۴۰۵).

<sup>۳</sup> ملاحظہ ہو: المفردات في غريب القرآن، مادة ”برك“ ص ۴۴.

<sup>۴</sup> النهاية في غريب الحديث والأثر، مادة ”برك“، ۱/۱۲۰ باختصار.

<sup>۵</sup> محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اضافہ اور زیادتی کی دعاؤں کے کس قدر شدید محتاج ہیں! مسلمان والدین کو چاہیے کہ اپنی اولادوں کے لیے برکت کی دعا کو حرزِ جان بنائیں۔  
آنحضرت ﷺ کی بچوں کے لیے دعائے برکت:

ہمارے نبی کریم ﷺ عام مسلمانوں

کے بچوں کے لیے بھی برکت کی دعا کیا کرتے تھے۔ امام بخاریؒ نے اپنی کتاب الجامع الصحیح میں ایک باب کا درج ذیل عنوان رکھا ہے:

[الدُّعَاءُ لِلصَّبِيَّانِ بِالْبِرَكَةِ وَمَسْحَ رُؤُوسِهِمْ] <sup>۱</sup>

[بچوں کے لیے برکت کی دعا کرنا اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنا]

اور اس باب میں ذکر کردہ واقعات میں سے تین درج ذیل ہیں:

۱: حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو آپ ﷺ نے اس کے لیے برکت

کی دعا کی۔ <sup>۲</sup>

ب: حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی خالہ انہیں آنحضرت ﷺ کے پاس لے

گئیں تو آپ ﷺ نے ان کے لیے دعائے برکت کی۔ <sup>۳</sup>

ج: حضرت ابو عقیل رضی اللہ عنہ کے لیے نبی کریم ﷺ نے دعائے برکت فرمائی۔ <sup>۴</sup>

آنحضرت ﷺ کا نواسے کو طلبِ برکت کی دعا سکھانا:

علاوہ ازیں ہمارے نبی

<sup>۱</sup> صحیح البخاری، کتاب الدعوات، ۱۱/۱۵۰۔

<sup>۲</sup> ملاحظہ ہو: المرجع السابق، ۱۱/۱۵۰۔

<sup>۳</sup> ملاحظہ ہو: المرجع السابق، رقم الحدیث ۶۳۵۲، ۱۱/۱۵۰۔

<sup>۴</sup> ملاحظہ ہو: المرجع السابق، رقم الحدیث ۶۳۵۳، ۱۱/۱۵۱۔  
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کریم ﷺ نے اپنے پیارے نواسے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اس بات کی تعلیم دی کہ وہ دعائے قنوت میں اللہ تعالیٰ سے یہ سوال بھی کریں: ”اے اللہ! اپنی عطا کردہ نعمتوں میں میرے لیے برکت عطا فرما“۔ امام ترمذی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا:

”عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوُتْرِ: اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ ..... ومنها: وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ.“<sup>۱</sup>

”مجھے رسول ﷺ نے وتر میں کہنے [دعا کرنے] کے لیے الفاظ سکھلائے:

”اے اللہ! جن کو تو نے ہدایت دی مجھے بھی ان میں سے [شامل کر کے] ہدایت دے.....“

اور اسی دعا میں ہے: ”اور تو نے جو کچھ عطا کیا ہے اس میں میرے لیے برکت فرما“۔



۱۔ جامع الترمذی، أبواب الوتر، باب ما جاء في القنوت في الوتر، جزء من رقم الحديث ۴۶۳، ۲/۴۶۰۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے اور تحریر کیا ہے کہ قنوت کے بارے میں اس سے عمدہ کسی حدیث کا ہمیں علم نہیں۔ (المرجع السابق ۴۶۱/۲)۔ شیخ مبارکپوری نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو ابوداؤد، نسائی، اور دارمی نے بھی روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: تحفة الأحوذی ۴۶۱/۲)۔ اور شیخ البانی نے اس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



۷

## اپنی نسل کے لیے منتخب شہر کے پُر امن ہونے کی دعا

سیرت ابراہیم علیہ السلام میں یہ بات بھی نظر آتی ہے کہ انہوں نے جس شہر میں اپنی نسل کو بسایا اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اس کو امن والا شہر بنا دے۔  
دلیل:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی ذکر قرآن کریم میں دو مقامات پر کیا گیا ہے۔

۱۔ سورۃ البقرۃ میں اس دعا کا بایں الفاظ ذکر کیا گیا ہے: ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا﴾<sup>۱</sup>

[ترجمہ: اور جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے رب! اس [مقام] کو امن والا شہر بنا۔  
بَلَدًا سے مراد:

(بَلَدًا) سے مراد مکہ مکرمہ ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی نسل کو آباد کیا۔<sup>۲</sup>

شیخ ابن عاشور نے تحریر کیا ہے: اگر ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا بنائے کعبہ سے پہلے تھی تو آیت کریمہ میں اسم اشارہ [هَذَا] سے مراد وہ جگہ ہے جہاں وہ دعا کے وقت

۱۔ جزء من الآية ۱۶۲ .

۲۔ ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبی ۱۱۷/۲؛ وفتح القدير ۱/۲۲۰۔  
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کھڑے تھے، اور جہاں انہوں نے اپنی بیوی اور بیٹے کو چھوڑا تھا، اور وہاں خانہ کعبہ تعمیر کرنے کا عزم کیا تھا، اور اگر ان کی یہ دعا تعمیر کعبہ کے بعد کی تھی تو ان کا اشارہ اسی مقام کی طرف تھا جہاں انہوں نے اس کو بنایا۔<sup>۱</sup>

دعائے ابراہیم علیہ السلام کا مقصود:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے مقصود کو بیان کرتے

ہوئے علامہ رازیؒ نے لکھا ہے: کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس شہر کو کامل امن والے شہروں میں شامل فرما۔<sup>۲</sup>

شیخ قاسمیؒ نے اس بارے میں قلم بند کیا ہے: ”یعنی اس کو کامل امن والا شہر بنا، گویا کہ انہوں نے یوں کہا: اس کو ایسا شہر بنا جو اپنے کمال امن کی وجہ سے مشہور و معروف ہو۔“<sup>۳</sup>

۲۔ سورہ ابراہیم - علیہ السلام - میں یہ دعایوں بیان کی گئی ہے: ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ

رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا﴾<sup>۴</sup>

[ترجمہ: اور جب ابراہیم - علیہ السلام - نے کہا: اے رب! اس شہر کو امن والا بنا

دیکھیے]

دونوں دعاؤں میں فرق:

حضرات مفسرینؒ نے ان دونوں دعاؤں کے درمیان فرق

کو بیان کیا ہے۔ ان کی بیان کردہ باتوں میں سے تین درج ذیل ہیں:

۱۔ ملاحظہ ہو: التحریر والتنویر ۱/۷۱۳؛ نیز دیکھیے: تفسیر القاسمی ۲/۲۰۴۔

۲۔ ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر ۴/۵۵۔

۳۔ تفسیر القاسمی ۲/۲۰۴۔

۱: سورۃ البقرہ میں ذکر کردہ دعائے تعمیر کعبہ سے پہلے کی ہے، اور سورۃ ابراہیم علیہ السلام

میں موجود دعائے کعبہ اور اہل مکہ کے وہاں رہائش پذیر ہونے کے بعد کی ہے۔<sup>۱</sup>

ب: سورۃ البقرہ میں مذکورہ دعا میں دو باتوں کو طلب کیا گیا ہے۔ پہلی بات یہ

ہے کہ اس ویران جگہ کو شہر بنا دیا جائے، دوسری بات یہ ہے کہ اس کو پُر امن بنا دیا

جائے، اور سورۃ ابراہیم علیہ السلام میں صرف شہر کو پُر امن بنانے کی دعا کی گئی ہے اور مقصود

یہ ہے کہ امن دائمی ہو۔ کیونکہ وہ ہی مقصودِ اصلی ہے۔<sup>۲</sup>

ج: سورۃ ابراہیم علیہ السلام میں صرف طلبِ امن کی دعا ہے، اس امن میں مبالغہ کا

ذکر نہیں، سورۃ البقرہ میں امن میں مبالغہ کی التجا بھی ہے۔<sup>۳</sup>

امن کو رزق سے پہلے طلب کرنے کی حکمت:

سورۃ البقرہ میں موجود دعا [رَبِّ

اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَاَرْزُقْ اَهْلَهُ مِنَ الشَّعْرَاتِ] میں ایک قابل توجہ بات یہ بھی

ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اولاد کے لیے طلبِ رزق سے پہلے اس شہر کے پُر

امن ہونے کی دعا کی۔ علامہ رازی نے اس بات کی حکمت بیان کرتے ہوئے تحریر کیا

ہے: ”نعمتِ امن کے ساتھ دعا کی ابتدا اس بات پر دلالت کتا ہے کہ وہ سب نعمتوں

سے بلند و بالا ہے، اور اس کے بغیر دین و دنیا کی کوئی مصلحت پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتی۔ کسی

عالم سے سوال کیا گیا: ”امن افضل ہے یا صحت؟“ انہوں نے جواب دیا: ”امن افضل

ہے۔“<sup>۴</sup>

۱۔ ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ۱/۱۸۶۔

۲۔ ملاحظہ ہو: روح المعانی ۱/۳۸۱۔

۳۔ دیکھئے: التفسیر الکبیر ۴/۵۵۰ مزین متنوع ومنفرد کتب کچھ المصنوع بالمساقین لانا/۹۹ کتاب۔

علامہ شوکانیؒ نے اس بارے میں لکھا ہے: ”طلب امن کو دیگر سب التجاؤں پر مقدم کیا کیونکہ امن کے مفقود ہونے کی صورت میں انسان دین و دنیا کے کسی کام کو بھی توجہ اور دل جمعی سے سرانجام نہیں دے سکتا“۔<sup>۱</sup>

نعمت امن کی شان و عظمت:

نعمت امن کی اہمیت اور شان و عظمت شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ ہمارے رسول کریم ﷺ کے درج ذیل ارشاد گرامی سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے:

”مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِرْبِهِ، مُعَافَى فِي جَسَدِهِ، عِنْدَهُ قُوَّةٌ يَوْمِهِ، فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا“۔<sup>۲</sup>

”تم میں سے جو اپنے اہل و عیال میں امن کے ساتھ صبح کرے، جسمانی طور پر باعافیت ہو، اس کے پاس ایک دن کی خوراک ہو تو وہ ایسے ہے کہ اس کے لیے دنیا کو سمیٹ دیا گیا (یعنی اس کو دنیا دے دی گئی)۔“

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

”بِحَدِّ أَفِيرِهَا“۔<sup>۳</sup> ”کہ پوری کی پوری (دنیا)۔“

۱۔ فتح القدیر ۳/۱۶۰۔

۲۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حضرت عبید اللہ بن محسن الحظمیؒ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: جامع الترمذی، أبواب الزهد، باب ما جاء في الزهادة في الدنيا، رقم الحديث ۲۴۴۹، ۹/۷۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۰/۷)۔ شیخ البانیؒ نے بھی اس کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذی ۳/۲۷۴)۔

۳۔ ملاحظہ ہو: دلائل صلوٰۃ الأئمان جلد ۱۰، باب ما جاء في الزهادة في الدنيا، رقم الحديث ۲۴۴۹، ۱۰/۷۔ مکتبہ

لیکن نعمت امن کی حقیقی قدر غالباً وہی لوگ کرتے ہیں جو اس سے محروم ہو چکے ہیں۔ اے اللہ! ان شہروں کو با امن بنا جہاں ہماری اولادیں آباد ہیں، اور سارے عالم اسلام کو بھی پُر امن بنا۔ آمین یا رب العالمین۔  
دعائے ابراہیم علیہ السلام کی قبولیت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس فریاد کو بھی قبول فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

[أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ أَفَبِالْبِطْلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ] ۱

[ترجمہ: کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے حرم کو با امن بنایا [حالانکہ] لوگ ان کے ارد گرد سے اچک لیے جاتے ہیں؟ کیا وہ باطل پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا احسان نہیں مانتے؟]



## اپنی نسل کے لیے صالح ماحول کا انتخاب

بحیثیت والد سیرت ابراہیم علیہ السلام میں ایک بات یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنی نسل کے لیے نیک اور صالح ماحول کا انتخاب فرمایا۔

دلیل:

قرآن کریم میں ہے: ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بُوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾<sup>۱</sup>

[ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نے کہا] اے ہمارے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد کو بے کھیتی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسایا ہے، اے ہمارے رب! [یہ اس لیے] تاکہ وہ نماز قائم رکھیں

علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر میں قلم بند کیا ہے: ”(رَبَّنَا لِيُقِيمُوا) میں (لِيُقِيمُوا) کا [لام] [لام کی] ہے اور یہ بات ظاہر ہے اور اس [لام] کا تعلق [اَسْكَنْتُ] کے ساتھ ہے، اور معنی یہ ہے کہ میں نے انہیں آپ کے عزت والے گھر کے پڑوس میں بسایا ہے تاکہ وہ اس میں نماز قائم کریں“۔<sup>۲</sup>

تربیت اولاد میں ماحول کی اہمیت:

خلیل الرحمن علیہ السلام کے اس اقدام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو شخص اپنی اولاد کو صالح بنانا چاہے وہ انہیں ایسے ماحول میں آباد نہ کرے جہاں فساد کا دور دورہ ہو، شر غالب ہو، فسق و فجور عام ہو، اور شیطانی مراکز کی کثرت ہو، بلکہ انہیں وہاں بسائے جہاں خیر کا چلن ہو، نیکی غالب ہو، دینداری کا زور ہو، مساجد کی کثرت ہو، قرآن و سنت کی تعلیم کے مراکز ہوں، اسلامی اصولوں کی بنیاد

۱۔ سورة ابراهيم عليه السلام / جزء من الآية ۳۷ .

۲۔ ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبی ۳۷۱/۹؛ نیز ملاحظہ ہو: زاد المسیر ۴/۳۶۷؛ والتفسیر الکبیر ۱۳۶/۱۹؛ وتفسیر البیضاوی ۱/۵۲۰؛ وتفسیر أبي السعود ۵۲/۵؛ وروح المعانی ۲۳۷/۱۳؛ والمحرر الوجیز ۱۰/۹۲-۹۳، وتفسیر

پرنی نسل کی تربیت کرنے والے ادارے ہوں۔

بُرے ماحول کے منفی اور اچھے ماحول کے مثبت اثرات کی تائید اس حدیث شریف سے بھی ہوتی ہے جس میں بنی اسرائیل کے ایک شخص کا ذکر ہے جس نے ایک سو آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا:

كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةَ وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا، ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ، فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ، فَقَالَ لَهُ: "هَلْ لَكَ مِنْ تَوْبَةٍ؟" قَالَ: "لَا".

فَقَتَلَهُ.

فَجَعَلَ يَسْأَلُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: "إِنَّ قَرْيَةَ كَذَّاءٌ كَذَّاءٌ".

وَفِي رِوَايَةٍ مُسْلِمٍ: فَقَالَ: "نَعَمْ، وَمَنْ يَحْوُلُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ؟ انْطَلِقْ إِلَى أَرْضِ كَذَّاءٍ وَكَذَّاءٍ، فَإِنَّ بِهَا أَنَسًا يَعْبُدُونَ اللَّهَ، فَأَعْبُدِ اللَّهَ مَعَهُمْ، وَلَا تَرْجِعْ إِلَيَّ أَرْضِكَ فَإِنَّهَا أَرْضٌ سُوءٌ"۔

بنو اسرائیل کے ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا، پھر سوال کرنے کی غرض سے نکلا، ایک راہب کے پاس پہنچا اور اس سے پوچھا: "کیا اس کے لیے توبہ ہے؟" اس نے کہا: "نہیں"

اس نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا۔

متفق علیہ: صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبياء، باب، جزء من رقم الحدیث ۳۴۷۰، ۶/۵۱۲؛ و صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب توبة القتال وإن كثر قتله، جزء من رقم الحدیث ۴۶ (۲۷۶۶)، ۴/۲۱۱۸. الفاظ صحیح البخاری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

پھر اپنی توبہ کے بارے میں دریافت کرنا شروع کیا۔ ایک آدمی نے اس کو کہا:  
”فلاں فلاں بستی میں چلے جاؤ۔“

اور مسلم کی روایت میں ہے: اس شخص نے کہا: ”ہاں، تمہارے اور توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ فلاں فلاں بستی کی طرف چلے جاؤ، وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے لوگ ہیں، تم بھی ان کی صحبت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا، اور اپنی بستی کی طرف نہ پلٹنا کہ وہ بُری سرزمین ہے۔“

اے ہمارے رب! ہمارے لیے اپنی اولادوں کو صالح ماحول میں بسانا آسان فرما، اور اس مقصد کی راہ میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کو دور فرما۔ آمین یا ذا الجلال والاکرام۔



## اللہ تعالیٰ سے اولاد کو بتوں کی عبادت سے بچانے کی دعا

امام الموحدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت طیبہ میں ایک بات یہ بھی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ وہ انہیں اور ان کی اولاد کو بتوں کی عبادت سے دور رکھے۔

دلیل:



الْبَلَدَاءِ اٰمِنًا وَاٰخِنٰبِنِيَّ وَبَنِيَّ اَنْ تَعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ رَبِّ اِنَّهُمْ اضَلُّوْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ وَمَنْ عَصٰنِيْ فَاِنَّكَ عَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۶﴾

[ترجمہ: اور جب ابراہیمؑ نے کہا: اے رب! اس شہر کو امن والا بنا، اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے دور رکھ۔ اے رب! یقیناً انہوں [بتوں] نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا ہے، پس جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے، اور جس نے میری نافرمانی کی پس تو یقیناً معاف کرنے والا مہربان ہے]

اور (وَ اٰخِنٰبِنِيَّ وَبَنِيَّ اَنْ تَعْبُدَ الْاَصْنَامَ) کا معنی جیسا کہ امام زجاجؒ نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ ہمیں ان کی عبادت سے بچنے میں ثابت قدمی عطا فرمائے۔  
 شیخ سعدیؒ نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: ”مجھے اور انہیں [میری اولاد کو] ان کی عبادت کے قریب پھٹکنے سے بھی محفوظ رکھنا“۔<sup>۱</sup>

حضرت خلیل الرحمنؒ کا اپنے اور اپنی اولاد کے بت پرستی میں مبتلا ہونے کا خدشہ کس قدر شدید تھا! خود منصبِ امامت پر فائز ہونے اور اولاد کی نیکی کے باوجود اس بارے میں کتنے فکر مند تھے کہ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے فریاد کر رہے ہیں! بعض لوگوں کا طرز عمل:

اس کے برعکس ہم میں سے بعض لوگوں کی کوتاہی اور لاپرواہی انتہائی سنگین ہے وہ خود اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو گناہوں کے سرچشموں کے قریب لے جاتے ہیں، بربادیوں اور تباہیوں کے کناروں پر لا کھڑا

۱۔ سورۃ ابراہیمؑ / الآيات ۳۵-۳۶.

۲۔ ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر ۱۳۲/۱۹؛ نیز ملاحظہ ہو: زاد المسیر ۴/۳۶۵.

۳۔ تفسیر السعدی ص ۵۳؛  
 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں فکر کی کوئی بات نہیں کہ ہمارا عقیدہ بہت مضبوط ہے، اور ہمارے اہل خانہ کی تربیت مضبوط اور ٹھوس بنیادوں پر ہوئی ہے۔ کیا ان نادانوں کا عقیدہ خلیل الرحمن علیہ السلام اور ان کی اولاد سے زیادہ پختہ اور راسخ ہے؟

شیخ ابراہیم تیمی نے کیا خوب بات کہی ہے: ”مَنْ يَأْمَنُ بِالْبَلَاءِ بَعْدَ الْحَلِيلِ  
- الطبرانی - جِئْنَا بِقَوْلٍ: ﴿وَإِخْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ﴾ كَمَا عَبْدَهَا أَبِي  
وَقَوْمِي“۔<sup>۱</sup>

”حضرت خلیل علیہ السلام کے بعد کون بتلائے فتنہ ہونے کے ڈر سے آزاد رہ سکتا ہے؟ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ: ”مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے بچائے رکھنا کہ ہم اسی طرح بتوں کی عبادت کریں جس طرح کہ میرے باپ اور میری قوم نے کی۔“

حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں قلم بند کیا ہے: ”ہر داعی کو چاہیے کہ وہ اپنے لیے، اپنے والدین کے لیے اور نسل کے لیے (بتوں کی عبادت سے دور رہنے کی) دعا کرے۔“<sup>۲</sup>



بیٹوں کے لیے ہر شر سے  
پناہِ الہی کے حصول کی فریاد

سیرت ابراہیم علیہ السلام میں ہم یہ بات بھی پاتے ہیں کہ وہ اپنے دونوں بیٹوں

۱۔ منقول از تفسیر القرطبی ۳۶۸/۹۔

۲۔ مفکر ابن کثیر ایضاً ۱/۱۰۷۔ مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کے لیے اللہ تعالیٰ سے التجا کیا کرتے تھے کہ وہ ان کو ہر قسم کے شر و فتن سے اپنی پناہ میں رکھے۔  
دلیل:

امام بخاریؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ:

”كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَيَقُولُ: إِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامِيَةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامِيَةٍ.“<sup>۱</sup>  
”نبی کریم ﷺ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے [ہر شر سے بچاؤ کے] لیے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کیا کرتے تھے اور فرماتے: ”تمہارے باپ [حضرت ابراہیم علیہ السلام] اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کے لیے اللہ تعالیٰ سے [ان کلمات کے ساتھ] پناہ طلب کیا کرتے تھے: أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامِيَةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامِيَةٍ.“

”میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ ہر شیطان، ہرزہریلی چیز، اور ہر ملامت کرنے والی آنکھ سے پناہ طلب کرتا ہوں۔“  
حدیث شریف کے متعلق دو باتیں:

قارئین کرام! اس حدیث شریف کے حوالے

۱ (التامة): کامل۔ علاوہ ازیں اس کے معنی: نفع دینے والے، شفا دینے والے، بابرکت، حتمی، اٹل، بانقصد اور بے عیب بھی بیان کیے گئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباری ۶/۴۱۰)۔

۲ صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبياء، باب، رقم الحدیث ۳۳۷۱، ۶/۴۰۸۔  
محکمہ کلاں وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے درج ذیل دو باتوں پر توجہ فرمائیں:

۱: نبی کریم ﷺ کے فرمان: [إِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ يُعَوِّذُ بِهَا] [ترجمہ: تمہارے باپ ان کلمات کے ساتھ پناہ طلب کیا کرتے تھے] سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کے لیے مذکورہ بالا دعا کے ساتھ کثرت سے پناہ الہی طلب کیا کرتے تھے۔

۲- حافظ ابن حجرؒ نے شرح حدیث میں تحریر کیا ہے: (وَمِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ) میں انسانوں اور جنوں کے سب شیطان داخل ہیں۔ اور (هَامَّةٌ) میم کے شدہ کے ساتھ ہے اور (هَوَام) کا مفرد ہے، اور مرادزہریلی چیزیں ہیں، اور [اس کے معنی میں] یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس کا زہر قاتل ہو، اور اگر زہر قاتل نہ ہو تو اس کو (سوام) کہتے ہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ہر ذی روح ہے جو برائی پہنچانے کا قصد کرے۔<sup>۱</sup>

امام خطابی نے (مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامِيَةٌ) کی شرح میں لکھا ہے: ”اس سے مراد جنون اور جسم کے مختلف حصوں کو لاحق ہونے والی ہر وہ بیماری اور آفت ہے جو انسانوں کو پہنچتی ہے۔“<sup>۲</sup>

علامہ عینی نے قلم بند کیا ہے: ”(الْعَيْنُ اللَّامِيَةُ) سے مقصود برائی پہنچانے والی آنکھ ہے۔“<sup>۳</sup>

۱ (يُعَوِّذُ) فعل مضارع ہے اور فعل مضارع سے پہلے [كَانَ] آنے سے ماضی استمراری کا معنی حاصل ہوتا ہے۔

۲ فتح الباری ۶/۴۱۰؛ نیز ملاحظہ ہو: عمدة القاري ۱۵/۲۶۵۔

۳ منقول از: فتح الباری ۶/۴۱۰۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں بیٹوں اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کے لیے اللہ تعالیٰ سے بہت کثرت سے انسانوں اور جنوں میں سے شیطانوں، زہریلی چیزوں اور بُرائی کا قصد کرنے والی ہر آنکھ کے شر سے پناہ طلب کیا کرتے تھے، اور ہمارے رسول کریم ﷺ یہی بات اپنے دونوں پیارے نواسوں حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے لیے اللہ تعالیٰ سے طلب کیا کرتے تھے۔ علامہ عینی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول: ”كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَوِّذُ“ کی شرح میں تحریر کیا ہے: لفظ [كَانَ] [تھے] کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا آنحضرت ﷺ کے اس عمل کو بیان کرنا، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ ﷺ کثرت کے ساتھ اپنے نواسوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ لہذا اللہ اکبر! خلیل الرحمن اور حبیب الرحمن علیہما الصلوٰۃ والسلام اپنی نسلوں کو ہر قسم کے شر و فتن سے بچانے کے لیے پناہ الہی حاصل کرنے کے کس قدر حریص تھے!

اے مولائے کریم! ہمیں بھی اپنی اولادوں کے بارے میں یہ حرص عطا فرما۔

آمین یا ذا الجلال والاكرام۔



## اولاد کو کہی جانے والی بات پر خود عمل کرنا

حضرت خلیل الرحمن علیہ السلام کی سیرت میں ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جس بات کا حکم

انہوں نے اپنی اولاد کو دیا خود بھی اس پر کار بند ہوئے:

دلیل:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ خوبی درج ذیل دو آیات کریمہ سے معلوم ہوتی ہے:

۱: ﴿إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمَ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۰۰﴾ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمَ بَيْنَهُ وَيَعْقُوبَ بَيْنِي إِنْ اللَّهُ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿۱۰۱﴾

[ترجمہ: جب اس [ابراہیم علیہ السلام] کے رب نے اس کو کہا: ”فرماں بردار ہو جا“۔ تو اس نے کہا: ”میں نے رب العالمین کی فرماں برداری کی“۔ اور اسی بات کی وصیت ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام نے اپنے بیٹوں کو کی کہ اے بیٹو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس دین کو تمہارے لیے پسند کر لیا ہے سو تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان [یعنی مرتے دم تک اسلام پر ثابت قدم رہنا] [تفسیر آیت کریمہ:

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں قلم بند کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اخلاص، اطاعت اور تابعداری کا حکم دیا۔ انہوں نے اس حکم کی تعمیل کی، اور اپنی اولاد کو بھی اس بات کی وصیت فرمائی۔<sup>۱</sup>  
بعض والدین کا طرز عمل:

ہم میں سے کتنے والدین ایسے ہیں کہ اپنے بچوں کو نیکی کی راہ پر گامزن کرنا چاہتے ہیں لیکن خود اس راہ سے دور رہتے ہیں۔ اپنی اولاد کو غلط

۱۔ سورة البقرة / الآيات ۱۳۱-۱۳۲ .

۲۔ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ سب کتب اور مفت آن لائن مکتبہ

کاموں سے روکتے ہیں لیکن خود انہی میں مبتلا ہوتے ہیں۔ کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا: ﴿أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ﴾<sup>۱</sup>

[ترجمہ: کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو، پھر تم کیوں نقل نہیں کرتے؟]

کیا انہوں نے قرآن کریم میں یہ نہیں پڑھا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿۱﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴿۲﴾﴾<sup>۲</sup>

[ترجمہ: اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے]

کیا یہ نادان لوگ اس حقیقت سے آگاہ نہیں (*Action speaks louder*)۔  
[عمل کی آواز زیادہ بلند ہوتی ہے؟]

کیا وہ اس بات سے غافل ہیں کہ ان کے بچے ان کی حرکات و سکنات کو نوٹ کرتے ہیں، اور جب ان کے اعمال و ان کے اقوال سے مختلف پاتے ہیں تو ان کی عمدہ اور اعلیٰ باتیں بھی ان کی نگاہوں میں بے وقعت ہو جاتی ہیں۔<sup>۳</sup>

اے مولائے کریم! ہمیں ایسے بدنصیب لوگوں میں شامل نہ فرمانا۔ اور ہم

۱۔ سورة البقرة / الآية ۴۴ .

۲۔ سورة الصف / الآيتان ۲-۳ .

۳۔ تربیت و دعوت میں قدمہ کی اہمیت سے متعلق تفصیلی معلومات کے لیے دیکھئے: راقم السطور کی

کتاب "السلوك وأثره في الدعوة إلى الله تعالى"۔  
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ





سے بھی ایک جماعت کو اپنی اطاعت نزار رکھ [

شیخ سعدیؒ نے اپنی تفسیر میں قلم بند کیا ہے: انہوں نے [ ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام ] نے اپنے لیے اور اپنی نسلوں کے لیے مسلمان بننے کی دعا کی۔ اور مسلمان بننے کی حقیقت یہ ہے کہ دل اور اس کے ساتھ سارے جسم کے اعضاء اللہ تعالیٰ کے مطیع اور فرماں بردار بن جائیں۔<sup>۱</sup>

شیخ ابن عاشورؒ رقم طراز ہیں: یہ اس بات کی دعا ہے کہ ان کی نسل میں دین اسلام باقی رہے۔<sup>۲</sup>

دعا میں اپنی نسل کی تخصیص کی حکمت:

اس دعا میں اپنی نسل کی تخصیص کی حکمت بیان

کرتے ہوئے علامہ خازنؒ نے لکھا ہے: کیونکہ وہ شفقت و نصیحت کے دوسرے لوگوں سے زیادہ مستحق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [ قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ]<sup>۳</sup>

[ ترجمہ: اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ ]

علاوہ ازیں یہ بات بھی ہے کہ ابراہیمؑ کی اولاد سدھر جائے تو وہ دوسروں کی اصلاح کا سبب بنتے ہیں۔ کیا آپ، دیکھتے نہیں کہ متقدمین میں ت عابا اور معزز لوگوں کے راہ راست پر آنے کی وجہ سے کتنے لوگ صراط مستقیم پر آ گئے؟<sup>۴</sup>

۱۔ ملاحظہ ہو: تفسیر السعدی ۵۱۔

۲۔ ملاحظہ ہو: التحریر والتنوير ۱/ ۷۲۰۔

۳۔ سورة التحريم / جزء من الآية ۶۔

۴۔ تفسیر الخازن ۱/ ۱۱۰؛ نیز ملاحظہ ہو: التفسیر الكبير ۴/ ۶۱؛ و تفسیر أبي

اس دعا کی عظمت:

یہ دعا بڑی قدر و منزلت اور شان و عظمت والی ہے کیونکہ اسلام انتہائی قیمتی نعمت ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اسلام کے عطا کرنے کی نعمت کا احسان جتایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَمُنُونَ عَلَيْكَ أَنْ اسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُوا عَلَيَّ إِسْلَمَكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ ۱

[ترجمہ: اپنے مسلمان ہونے کا آپ پر احسان جتلاتے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ اپنے مسلمان ہونے کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ دراصل اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کی ہدایت کی اگر تم راست گو ہو] اے ہمارے رب! ہم ناکاروں اور ہماری نسلوں کو صحیح معنوں میں امت مسلمہ میں شامل فرما۔ إنک سمیع مجیب .



## اپنی نسل کو نماز قائم کرنے والے بنانے کا اہتمام

سیرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ انہوں نے اس بات کا اہتمام فرمایا کہ ان کی نسل نماز قائم کرنے والوں میں سے ہو۔  
دو دلیلیں:

ذیل میں اس کے متعلق دو دلیلیں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پیش کی جا رہی ہیں:

انہوں نے اپنی اولاد کو بیت اللہ کے پڑوس میں آباد کیا تاکہ وہ وہاں نماز قائم کریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کا یوں ذکر فرمایا ہے: ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ﴾<sup>۱</sup>

[ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام نے کہا: اے ہمارے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد کو بے کھیتی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسایا ہے، اے ہمارے رب! [یہ اس لیے] تاکہ وہ نماز قائم رکھیں] [تفسیر آیت کریمہ:

علامہ رازمی نے آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھا ہے: ”(رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ) میں (لِيُقِيمُوا) کا [لام] [أَسْكَنْتُ] سے متعلق ہے اور معنی یہ ہے کہ میں نے اپنی نسل میں سے ایک حصے کو اس بے آب و گیاہ جگہ میں اس غرض سے آباد کیا ہے کہ وہ یہاں نماز قائم کریں“۔<sup>۲</sup>

۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ انہیں اور ان کی اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنادے۔ ان کی اس دعا کا ذکر درج ذیل آیت کریمہ میں ہے:

﴿رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ﴾<sup>۳</sup>

[ترجمہ: اے رب! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا، اور میری اولاد سے بھی، اے ہمارے رب! تو دعا کو قبول فرما]

۱۔ سورة ابراهيم عليه السلام / جزء من الآية ۳۷ .

۲۔ التفسیر الکبریٰ ۱۹/ ۱۳۶ سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۳۔ سورة ابراهيم عليه السلام - الآية ۴۰ .

تفسیر آیت کریمہ:

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں قلم بند کیا ہے: ”(رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ) سے مراد یہ ہے کہ میں نماز کی حفاظت کروں اور اس کی حدود کو قائم کرو (وَمِنْ ذُرِّيَّتِي) اور میری نسل کو بھی اسی طرح نماز قائم کرنے والا بنا“۔<sup>۱</sup>  
اولاد کو نمازی بنانے کے لیے دو باتوں کا اہتمام:

مذکورہ بالا بیان کردہ گفتگو میں ایک

انتہائی قابل توجہ بات یہ بھی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نماز قائم کرنے والوں میں اپنی نسل کے شمولیت کی خاطر دو چیزوں کا اہتمام کیا، انہیں بیت اللہ کے پڑوس میں آباد کیا، اور اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ سے التجا بھی کی۔ دونوں میں سے صرف ایک بات پر اکتفا نہ کیا۔

بعض لوگوں کا طرز عمل:

اس کے برعکس بہت سے لوگ اس بات کی خواہش کرتے

ہوئے دکھائی تو دیتے ہیں کہ ان کی اولادیں نمازی بن جائیں، لیکن رہائش کے لیے جگہ کا انتخاب کرتے وقت وہ مسجد کے پڑوس میں بسنے کو چنداں اہمیت نہیں دیتے۔ اسی طرح وہ اولاد کو نماز کا حکم دینے کی اپنی ذمہ داری کو بھی کما حقہ سرانجام نہیں دیتے۔  
اولاد کو حکم نماز دینے کی فرضیت:

کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان نہیں سنا

<sup>۱</sup> تفسیر ابن کثیر ۲/۵۹۵؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبی ۹/۳۷۵؛ ودعوة

جس میں اس نے اپنے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ ۱

[ترجمہ: اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجیے اور خود بھی اس پر جمے رہیے]

کیا وہ بھول چکے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے والدین کو حکم دیا کہ وہ سات سال کے بچوں کو نماز کا حکم دیں، اور دس سال کی عمر کے بچوں کی نماز میں کوتاہی پر پٹائی کریں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ، وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاصْبِرُوا لَهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ" ۲

”اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو، دس سال کی عمر میں نماز [میں کوتاہی] پر ان کی پٹائی کرو، اور [اس عمر کو پہنچنے پر] ان کے بستر جدا جدا کر دو“۔

۱۔ سورہ طہ / الآیة ۱۳۲ . امام سیوطی نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے: ہر شخص پر فرض ہے کہ وہ اپنی بیوی، اولاد، غلاموں، لونڈیوں اور گھڑ میں موجود سب افراد کو تقویٰ، اطاعت اور خصوصاً نماز کا حکم دے۔ (ملاحظہ ہو: الإکلیل فی استنباط التنزیل ص ۱۷۸)۔

۲۔ امام احمد نے اس حدیث کو المسند میں روایت کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: المسند، رقم الحدیث ۶۷۵۶، ۱۱/۳۶۹۔ (ط: مؤسسة الرسالة)۔ شیخ شعیب ارنؤوط اور ان کے رفقاء نے اس حدیث کی اسناد کو [حسن] قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: (ہامش المسند ۱۱/۳۶۹)۔ اس حدیث کو حضرات ائمہ ابو داؤد، وارثی، اور بغوی نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی تخریج، اس سے معلوم ہونے والی مزید باتوں، اور آنحضرت ﷺ اور سلف صالحین کے بچوں کی نمازوں کے متعلق اہتمام کے سلسلے میں مزید معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی

اے ہمارے رب! ہم ناکاروں کو توفیق عطا فرما کہ ہم تیرے خلیل علیہ السلام کی سنت پر چلتے ہوئے اولادوں کو نمازی بنانے کا خوب اہتمام کریں۔ آمین یا ذا الجلال والاكرام۔



بہو کے صابرہ شاکرہ ہونے کی خواہش اور کوشش

بحیثیت والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ان کی خواہش اور کوشش یہ تھی کہ ان کی بہو صبر اور شکر کرنے والی ہو۔  
دلیل:

اس بات پر حضرت امام بخاریؒ کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کردہ حدیث دلالت کرتی ہے، جس میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا:

”فَجَاءَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ اِسْمَاعِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُطَالِعُ تَرْكْتَهُ ، فَلَمَّ يَجِدُ اِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، فَسَالَ اِمْرَاْتَهُ عَنْهُ ، ..... ، ثُمَّ سَالَهَا عَنْ عَيْشِيْهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ ، فَقَالَتْ : ”نَحْنُ بِشَيْرٍ ، نَحْنُ فِي ضَيْقٍ وَشِدَّةٍ“ .  
فَسَكَّتْ اِلَيْهِ .

قَالَ : ”فَلِذَا جَاءَ زَوْجُكَ فَاقْرِيْ عَلَيْهِ السَّلَامَ ، وَقُوْلِيْ لَهُ : ”يُغَيِّرُ عَتَبَةَ

بابہ“ .

فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ عليه السلام كَانَهُ أَنَسَ شَيْئًا ، فَقَالَ : ”هَلْ جَاءَ كُمْ مِنْ

أَحَدٍ؟“ .

قَالَتْ : ”نَعَمْ ، جَاءَ نَا شَيْخٌ كَذَا وَكَذَا ، فَسَأَلْنَا عَنْكَ ، فَأَخْبَرْتُهُ ،

وَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشِنَا ، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَا فِي جَهْدٍ وَشِدَّةٍ“ .

قَالَ : ”فَهَلْ أَوْصَاكَ بِشَيْءٍ؟“

قَالَتْ : ”نَعَمْ ، أَمَرَنِي أَنْ أَفْرَأَ عَلَيْكَ السَّلَامَ ، وَيَقُولُ : ”غَيْرَ عَتَبَةَ

بَابِكَ“ .

قَالَ : ”ذَلِكَ أَبِي ، وَقَدْ أَمَرَنِي أَنْ أَفَارِقَكَ - الْحَقِّي بِأَهْلِكَ“ .

فَطَلَّقَهَا ، وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ أُخْرَى .

فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمُ عليه السلام مَا شَاءَ اللَّهُ ، ثُمَّ آتَاهُمْ بَعْدُ ، فَلَمْ يَجِدْهُ ،

فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ ، فَسَأَلَهَا عَنْهُ ، ..... ، وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ .

قَالَتْ : ”نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ“ - وَأَنْتَ عَلَى اللَّهِ .

فَقَالَ : ”مَا طَعَامُكُمْ؟“ .

فَقَالَتْ : ”اللَّحْمُ“ .

قَالَ : ”فَمَا شَرَابُكُمْ؟“ .

فَقَالَتْ : ”الْمَاءُ“ .

قَالَ : ”اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي اللَّحْمِ وَالْمَاءِ“ ..... .

قَالَ : فِإِذَا جَاءَ زَوْجُكَ فَأَقْرَبِي عَلَيْهِ السَّلَامَ ، وَمُرِيهِ يُثْبِتُ عَتَبَةَ بَابِهِ“ .

فَلَمَّا جَاءَ إِسْمَاعِيلُ عليه السلام قَالَ: «هَلْ أَنَا كُمْ مِنْ أَحَدٍ؟» .  
 قَالَتْ: «نَعَمْ، أَنَا شَيْخٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ - وَأَنْتَ عَلَيْهِ - فَسَأَلَنِي عَنْكَ،  
 فَأَخْبَرْتُهُ، فَسَأَلَنِي كَيْفَ عَيْشُنَا، فَأَخْبَرْتُهُ أَنَا بِخَيْرٍ» .  
 قَالَ: «فَأَوْصَاكَ بِشَيْءٍ؟» .

قَالَتْ: «نَعَمْ، هُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَأْمُرُكَ أَنْ تُثَبِّتَ عَتَبَةَ بَابِكَ» .  
 قَالَ: ذَاكَ أَبِي، وَأَنْتِ الْعَتَبَةُ، أَمَرَنِي أَنْ أُمْسِكَكَ» .<sup>۱</sup>

”حضرت اسماعیل عليه السلام کی شادی کے بعد حضرت ابراہیم عليه السلام اپنے ترکہ  
 [ اپنے بیٹے اور اس کے اہل خانہ ] کی خبر گیری کے لیے [ مکہ مکرمہ ] تشریف  
 لائے، تو انہوں نے اسماعیل عليه السلام کو [ گھر میں ] نہ پایا۔ ان کی بیوی سے ان کے  
 بارے میں دریافت کیا..... پھر ان کی گزران اور حالات کے متعلق پوچھا:  
 اس نے کہا: ”ہمارے حالات خراب ہیں، اور ہم تنگی اور عسرت میں مبتلا ہیں۔“  
 اس نے ان کے روبرو [ اپنے حالات کا ] شکوہ کیا۔

انہوں نے فرمایا: ”جب تیرے شوہر آئیں تو انہیں میرا سلام کہنا، اور یہ پیغام  
 دینا کہ وہ اپنے گھر کی دہلیز کو تبدیل کر دیں۔“

جب حضرت اسماعیل عليه السلام تشریف لائے تو انہیں اپنی عدم موجودگی میں کسی کی  
 آمد کا کچھ احساس ہوا، انہوں نے [ اپنی بیوی سے ] دریافت کیا: ”کیا آپ کے  
 ہاں کوئی آیا تھا؟“

۱۔ ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب الأنبياء، باب يزقون: النسلان في المشي، جزء



اس نے جواب دیا: ”جی ہاں، اس اس شکل و صورت کے ایک بزرگ تشریف لائے تھے، انہوں نے آپ کے متعلق ہم سے دریافت کیا، تو میں نے انہیں بتلا دیا۔ انہوں نے ہماری گزران کے بارے میں استفسار کیا تو میں نے عرض کی کہ ہم تنگدستی اور مشکل حالات سے دوچار ہیں۔“

انہوں [اسماعیل علیہ السلام] نے پوچھا: ”کیا انہوں نے تجھے کسی بات کی وصیت کی؟“

اس نے جواب دیا: ”جی ہاں، انہوں نے آپ کو سلام پہنچانے کا حکم دیا، اور [آپ کے لیے یہ] پیغام چھوڑا: ”دروازے کی دہلیز تبدیل کر دیجیے۔“ انہوں نے کہا: ”تمہارے پاس تشریف لانے والے [بزرگ] میرے والد تھے، اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ تجھ سے جدا ہو جاؤں۔ تم اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ۔“

انہوں [حضرت اسماعیل علیہ السلام] نے اس کو طلاق دے دی اور انہی [اہل مکہ] میں سے ایک اور عورت سے شادی کر لی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کچھ عرصہ مشیت الہی کے مطابق ان کے پاس تشریف نہ لائے، پھر ان کے ہاں تشریف لائے تو ان [اسماعیل علیہ السلام] کو نہ پایا، ان کی بیوی کے پاس آئے، اور ان کے بارے میں دریافت کیا..... اس [عورت] سے ان کی گزران اور حالات کے متعلق بھی پوچھا۔

اس نے کہا: ”ہم باخیریت اور خوش حال ہیں۔“ اور اس نے اللہ تعالیٰ کی تعریف

کی۔

انہوں نے سوال کیا: ”تمہاری خوراک کیا ہے؟“۔

اس نے جواب دیا: ”گوشت“۔

انہوں نے پوچھا: ”تمہارا مشروب کیا ہے؟“۔

اس نے بتلایا: ”پانی“۔

انہوں نے کہا: ”اے اللہ! ان کے لیے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما“۔

نیز فرمایا: ”جب تمہارے خاوند آئیں تو انہیں میرا سلام کہنا، اور میرا یہ حکم سنانا

کہ وہ اپنے دروازے کی دہلیز کو پختہ کرے“۔

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے دریافت کیا: ”کیا آپ

لوگوں کے پاس کوئی آیا تھا؟“۔

اس نے کہا: ”جی ہاں، ایک خوب رو بزرگ تشریف لائے تھے۔ اور اس عورت

نے ان کی تعریف کی۔ [ آپ کے متعلق ] انہوں نے دریافت کیا، میں نے انہیں

آپ کے متعلق بتلایا، انہوں نے ہماری گزران کے بارے میں پوچھا، تو میں نے

انہیں خبر دی کہ ہم بخیر ہیں“۔

انہوں نے کہا: ”کیا انہوں نے تجھے کسی بات کی وصیت فرمائی؟“۔

اس نے جواب دیا: ”جی ہاں، انہوں نے آپ کو سلام کہا اور دروازے کی دہلیز کو

مضبوط کرنے کا حکم دیا“۔

انہوں نے فرمایا: ”تیرے پاس تشریف لانے والے میرے والد تھے، اور تو

دہلیز ہے، انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ تجھے اپنے ساتھ ہی رکھوں“۔

مذکورہ بالا روایت میں یہ بات بالکل واضح ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس

بات کو پسند نہ فرمایا کہ ایک شکوہ کرنے والی اور ناسکراگزار عورت ان کے بیٹے کے ساتھ رہے اور اس لیے انہوں نے اپنے بیٹے کے لیے پیغام چھوڑا کہ اس عورت کو طلاق دے دو۔

دوسری دفعہ تشریف آوری کے موقع پر جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی نئی بہو اللہ تعالیٰ کی شکرگزار اور اس کی حمد و ثنا کرنے والی ہے، تو وہ خوش ہوئے اور اپنے بیٹے کے لیے حکم دے گئے کہ اس عورت کو اپنے ساتھ ہی رکھنا۔  
بعض والدین کا طرز عمل:

مقام افسوس ہے کہ بہوؤں کے انتخاب کے معاملہ میں ہم میں سے بہت سے والدین کا طرز عمل اس کے برعکس ہے ان کے ہاں معیار پسندیدگی لڑکی کا حسن و جمال، حسب و نسب اور مال و دولت ہے۔ دین و اخلاق کے متعلق استفسار کرنے اور اس کو اہمیت دینے والے والدین بہت تھوڑے ہیں۔ ان نادانوں نے اس سلسلے میں نہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت کو پیش نظر رکھا اور نہ ہی اس نبی کریم ﷺ کی وصیت کو، جو کہ ہمارے اور ہماری اولادوں کے ہم سے زیادہ خیر خواہ ہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”تُنكحُ الْمَرْأَةَ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَجَمَالِهَا، وَلِدِينِهَا، فَاظْفَرْ

بِذَاتِ الدِّينِ“<sup>۱</sup>

”چار اسباب کی بنا پر عورت سے نکاح کیا جاتا ہے: اس کے مال، اس کی خاندانی حیثیت، اس کی خوب صورتی اور اس کے دین کی وجہ سے۔ تو دین والی عورت

۱۔ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح

البخاری، کتاب النکاح، باب الاکفاء فی الدین، رقم الحدیث ۵۰۹۰، ۹/۱۳۲)۔

محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حاصل کر۔

اے ہمارے رب! ہمیں ایسے ناسمجھ لوگوں میں شامل نہ فرمانا۔ ہمیں اپنے خلیل  
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی راہ پر چلانا اور نبی کریم ﷺ کی وصیت مبارکہ پر عمل کی توفیق  
عطا فرمانا۔ آمین یا رب العالمین۔



۱۵

## بیٹے اور اہل خانہ کی خبر گیری

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت میں بحیثیت والد ہم ایک بات یہ بھی دیکھتے ہیں  
کہ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی بیوی اور بیٹے کو اپنے گھر سے دور مکہ  
مکرمہ میں آباد کیا تو انہوں نے ان سے غفلت نہ برتی، بلکہ تسلسل کے ساتھ ان کے  
پاس تشریف لاتے، ان کے حالات سے آگاہ ہوتے اور حسب ضرورت مناسب  
ہدایات دیتے۔

دو دلیلیں:

اس بات کے دلائل میں سے ایک وہ روایت ہے جس کو امام بخاری نے  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے اور جس میں حضرت ابراہیم کے  
اسماعیل اور ان کی والدہ علیہم السلام کو مکہ مکرمہ لانے کا ذکر ہے۔ اسی روایت میں  
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا ہے:

”فَحَاءَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ مَا تَزَوَّجَ إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، يُطَالِعُ تَرْكُهُ، فَلَمْ يَجِدْ إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَسَأَلَ امْرَأَتَهُ عَنْهُ، فَقَالَتْ: ”خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا“.

تَمَّ سَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ.....

فَلَبِثَ عَنْهُمْ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ أَنَاهُمْ بَعْدُ، فَلَمْ يَجِدْهُ، فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ، فَسَأَلَهَا عَنْهُ، فَقَالَتْ: ”خَرَجَ يَبْتَغِي لَنَا“.

قَالَ: ”كَيْفَ أَنْتُمْ؟“.

وَسَأَلَهَا عَنْ عَيْشِهِمْ وَهَيْئَتِهِمْ.

فَقَالَتْ: ”نَحْنُ بِخَيْرٍ وَسَعَةٍ“.

وَأَنْتَ عَلَى اللَّهِ.

فَسَأَلَهَا عَنْ طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ.....

تَمَّ لَبِثَ عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ، وَإِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيبًا مِنْ زَمْزَمَ. فَلَمَّا رَأَاهُ قَامَ إِلَيْهِ.....“<sup>۱</sup>

”حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام [ مکہ مکرمہ

میں ] اپنے چھوڑے ہوئے [ کنبہ کی ] خبر گیری کی خاطر تشریف لائے، اور انہوں نے اسماعیل علیہ السلام کو نہ پایا، ان کی بیوی سے ان کے متعلق دریافت کیا، اس نے جواب دیا: ”وہ ہمارے لیے رزق کی تلاش میں نکلے ہیں“۔

پھر انہوں نے ان کی معیشت اور حالات کے متعلق استفسار کیا.....

مشیت الہی کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام کچھ عرصہ ان کے پاس تشریف نہ

۱۔ ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب الأنبياء، باب يزقون: النسلان في المشي، رقم

الرواية ۳۳۶۴، ۶/۳۹۷.

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لائے، پھر ان کے ہاں آئے تو انہوں نے ان [اپنے بیٹے] کو نہ پایا۔ ان کے متعلق ان کی بیوی سے پوچھا، تو اس نے بتلایا: ”وہ ہمارے لیے رزق کی تلاش میں نکلے ہیں۔“

انہوں نے پوچھا: ”تم کیسے ہو؟“

اور اس [اپنی بہو] سے ان کی گزران اور حالات کے بارے میں سوال کیا۔

اس نے جواب میں کہا: ”ہم بخیریت اور خوش حال ہیں۔“

اور اس [عورت] نے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی۔

انہوں نے اس سے ان کی خوراک اور مشروب کے متعلق پوچھا.....

پھر جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ان کے پاس نہ آئے، پھر جب تشریف لائے تو اسماعیل علیہ السلام زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے اپنا نیزہ درست کر رہے تھے۔ جب انہیں تشریف لاتے دیکھا تو ان کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے۔“

مذکورہ بالا روایت کے حوالے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے بیٹے اور کنبے کی

خبر گیری کے سلسلے میں قارئین کرام درج ذیل باتوں کی طرف توجہ فرمائیں:

۱: حضرت اسماعیل علیہ السلام کی شادی کے بعد ان کا اپنے بیٹے اور کنبے کے حالات

سے آگاہی کی خاطر مکہ مکرمہ تشریف لانا۔ مذکورہ بالا روایت میں الفاظ گزر چکے ہیں:

(بَطَالِعُ تَرْكَمَةً)۔ علامہ عینی نے ان الفاظ کی شرح میں تحریر کیا ہے: ”أَيُّ يَتَفَقَّدُ مَا

تَرَكَهُ هُنَاكَ“۔ یعنی جو کچھ وہاں چھوڑ کر گئے تھے اس کے حالات کا جائزہ لینے کی غرض

سے تشریف لائے۔“

انہوں نے مزید لکھا ہے: ”(التَّرِكَةُ) بِغَسْرِ الرَّاءِ، وَسُكُونِهَا، بِمَعْنَى

الْمَتْرُوكَةِ . وَالْمُرَادُ بِهَا أَهْلُهُ ، وَالْمُطَالَعَةُ : النَّظَرُ فِي الْأُمُورِ“<sup>۱</sup>۔

” (الترکۃ) راء کی زیر اور سکون کے ساتھ، دونوں طرح پڑھا جاتا ہے، اور اس کا معنی چھوڑی ہوئی چیز ہے۔ اور یہاں مراد ان کا کنبہ ہے، اور (المطالعة) سے مقصود معاملات کا جائزہ لینا ہے۔“

ب: اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات نہ ہونے کی صورت میں ان کی بیوی سے ان کے احوال کے متعلق استفسار کرنا، اور پھر اپنی بہو سے ان کی معیشت اور دیگر حالات کے بارے میں پوچھنا۔

ج: کچھ عرصہ گزرنے کے بعد دوبارہ اپنے بیٹے کے ہاں تشریف لانا۔ صحیح بخاری ہی میں ایک دوسری روایت میں ہے:

”ثُمَّ إِنَّهُ بَدَأَ لِابْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ : ”إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرَكْتَنِي“ قَالَ : ”فَجَاءَ.....“<sup>۲</sup>۔

”پھر ابراہیم علیہ السلام کو [اپنے بیٹے اور ان کے کنبہ کی خبر گیری کا] خیال آیا تو انہوں نے [سرزمین شام میں موجود] اپنے گھر والوں سے کہا: ”یقیناً میں [مکہ مکرمہ میں] اپنے چھوڑے ہوئے [کنبے] کے حالات سے آگاہی کے لیے جا رہا ہوں۔“

د: دوسری دفعہ تشریف لائے مگر اپنے بیٹے کو گھر میں موجود نہ پانے کی صورت میں ان کی بیوی سے بیٹے کے حالات کے بارے میں سوال کیا، پھر بہو سے ان کی

۱۔ عمدۃ القاری ۲۸۵/۱۵۔

۲۔ ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب الأنبياء، باب يزقون، النسلان في المشي، رقم

الروایۃ ۵۷۱۱۳ و ۵۷۱۱۴ سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ





فاکئی نے بھی [اسناد حسن] کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی قریباً اسی بات پر مشتمل حدیث روایت کی ہے کہ ”یقیناً ابراہیم علیہ السلام براق پر [سوار ہو کر] اسماعیل علیہ السلام اور ان [باجر] کے پاس تشریف لایا کرتے تھے“۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکم الہی کی تکمیل میں اپنے بیٹے اور بیوی کو سرزمین مکہ مکرمہ میں چھوڑا تھا، اور اللہ رب العالمین بلاشک و شبہ ان کی نگہبانی اور خبرگیری کے لیے کافی تھا، لیکن اس کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے کثرت سے اپنے بیٹے اور کنبے کی خبرگیری کے لیے تشریف لاتے رہے۔

بعض باپوں کا طرز عمل:

اس کے برعکس ہم میں سے بہت سے باپ اپنی اولاد کے معاملے میں سنگین کوتاہی اور شدید غفلت کا شکار ہیں، کچھ حضرات مال و زر کی طلب میں اس قدر مگن ہو چکے ہیں کہ اولاد کے معاملات میں ذاتی توجہ اور دلچسپی کے لیے ان کے پاس وقت ہی نہیں، بعض لوگ اپنے نالائق ساتھیوں کے ہمراہ لذتوں میں اس قدر ڈوبے ہیں کہ اولاد کے احوال کا جائزہ لینا اور اس بارے میں غور و فکر کرنا ان کی کتاب زندگی سے خارج نظر آتا ہے، علاوہ ازیں کچھ لوگ بظاہر نیک مقاصد میں مشغول اپنی اولاد سے غفلت برتتے ہیں، اور دین کی آڑ میں اولاد کی خبرگیری کے دینی تقاضے کو پامال کرتے ہیں۔

باپوں کی غفلت، بے توجہگی اور لاپرواہی کے سبب جب اولاد سیدھی پٹری سے اتر کر انحراف اور بے راہ روی کی وادیوں میں بھٹک جاتی ہے تو تب ایسے باپوں کے پاس کفِ افسوس ملنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہتا۔

اے ہمارے رب! ہمیں ایسے ناسمجھ اور بدنصیب باپوں کی راہ سے دور رکھنا اور اپنے فضل و کرم سے اس بارے میں اپنے خلیل علیہ السلام کے راستے پر استقلال و استقامت سے چلنے کی توفیق عطا فرمانا۔ آمین یا ذا الجلال والاكرام۔



۱۶

## بیٹے کو تعمیرِ کعبہ میں شریک کرنا

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بیت اللہ کی تعمیر کا ارادہ فرمایا تو اس کے بنانے میں اپنے بیٹے کو شامل فرمایا۔  
دلیل:

امام بخاریؒ کی بیان کردہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طویل روایت میں

ہے۔

”ثُمَّ لَبِثَ [أَيُّ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ] عَنْهُمْ مَا شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى [أَيُّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَزَوْجِهِ] ، ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذَلِكَ ، وَإِسْمَاعِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَبْرِي نَبْلًا لَهُ تَحْتَ دَوْحَةٍ قَرِيْبًا مِنْ زَمْرَمَ ، فَلَمَّا رَأَاهُ قَامَ إِلَيْهِ ، فَصَنَعَا كَمَا يَصْنَعُ الْوَالِدُ بِالْوَلَدِ ، وَالْوَالِدُ بِالْوَالِدِ ، ثُمَّ قَالَ : ”يَا إِسْمَاعِيلُ ! إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ“ .  
قَالَ : ”فَأَصْنَعُ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ“ .

قَالَ : ”وَتُعْتَنِي“ .

قَالَ: وَأَعْيُنُكَ“ .

قَالَ: ”فَلِإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ هَاهُنَا بَيْتًا“ - وَأَشَارَ إِلَى أَكْمَةِ مُرْتَفِعَةٍ عَلَى مَا حَوْلَهَا - قَالَ: ”فَعِنْدَ ذَلِكَ رَفَعَا الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ . فَجَعَلَ إِسْمَاعِيلُ ٱلنَّبِيُّ يَأْتِي بِالْحِجَارَةِ ، وَإِبْرَاهِيمُ ٱلنَّبِيُّ يَبْنِي ، حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَ الْبِنَاءُ ، جَاءَ بِهَذَا الْحَجَرِ ، فَوَضَعَهُ لَهُ ، فَقَامَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَبْنِي ، وَإِسْمَاعِيلُ ٱلنَّبِيُّ يُنَاوِلُهُ الْحِجَارَةَ ، وَهُمَا يَقُولَانِ : ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾ قَالَ : فَجَعَلَا بَيْنِيَانٍ حَتَّى يَدُورَا حَوْلَ الْبَيْتِ ، وَهُمَا يَقُولَانِ : ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾“<sup>۱</sup>

پھر مشیت الہی کے مطابق وہ [یعنی حضرت ابراہیمؑ] کچھ عرصہ تک ان [اپنے بیٹے اور ان کی بیوی] کے ہاں تشریف نہ لائے، پھر اس کے بعد تشریف لائے [تو اس وقت] اسماعیلؑ زمزم کے قریب ایک درخت کے نیچے بیٹھے اپنے نیزے کی اصلاح کر رہے تھے۔ جب انہوں نے انہیں تشریف لاتے دیکھا تو ان کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو ایسے موقع پر باپ بیٹا ایک دوسرے کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔

پھر انہوں نے فرمایا: ”اے اسماعیلؑ - یقیناً مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے“۔

انہوں نے عرض کی: ”آپ کے رب تعالیٰ نے جس کام کا آپ کو حکم دیا ہے اس کو کر دیجیے“۔

۱- صحیح البخاری، کتاب الأنبياء، باب يزقون: النسلان في المشي، جزء من

انہوں نے فرمایا: اور [کیا] تو میری اعانت کرے گا؟  
 انہوں نے عرض کی: ”اور میں آپ کی معاونت کروں گا۔“  
 انہوں نے فرمایا: ”درحقیقت مجھے اللہ تعالیٰ نے یہاں گھر بنانے کا حکم دیا ہے۔“  
 اور انہوں نے ایک ٹیلے کی طرف اشارہ فرمایا جو اپنے گرد و نواح میں سے سب سے  
 اونچا تھا۔

انہوں [ابن عباس رضی اللہ عنہما] نے بیان کیا: ”اس موقع پر دونوں نے بیت  
 [اللہ] کی بنیادوں کو بلند کرنا شروع کیا۔ اسماعیل علیہ السلام نے پتھر لانے شروع کیے اور  
 ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے جاتے۔ جب عمارت [کچھ] اونچی ہوئی، تو وہ یہ پتھر  
 [یعنی مقام ابراہیم علیہ السلام] لائے، اور ان [ابراہیم علیہ السلام] کے لیے رکھ دیا۔ وہ اس  
 پر کھڑے ہو کر تعمیر فرماتے رہے، اور اسماعیل علیہ السلام انہیں پتھر پکڑاتے رہے۔ اور وہ  
 دونوں [ساتھ ہی ساتھ] یہ [دعا] پڑھتے رہے:

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾

[ترجمہ: اے ہمارے رب! تو ہم سے قبول فرما یقیناً تو ہی سننے والا جاننے والا

ہے]

وہ دونوں تعمیر کرتے کرتے بیت اللہ کے گرد بھی گھومتے رہے اور یہ (دعا)

پڑھتے رہے:

﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾<sup>۱</sup>

[ترجمہ: اے ہمارے رب! تو ہم سے قبول فرما، یقیناً تو ہی سننے والا جاننے والا

ہے]

اللہ اکبر! یہ منظر کس قدر حسین اور دل ربا تھا! معزز والد اور محترم بیٹا، دونوں ہی کعبہ اللہ کی تعمیر میں مشغول ایک دوسرے سے تعاون کر رہے ہیں۔

قرآن کریم نے بھی اس عظیم واقعہ کی تصویر کشی بایں الفاظ کی ہے:

﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ

أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ﴾<sup>۲</sup>

[ترجمہ: اور جب ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام۔ خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھاتے

جاتے تھے [اور کہتے جا رہے تھے] اے ہمارے رب! تو ہم سے قبول فرما، یقیناً تو

ہی سننے والا جاننے والا ہے]

بعض باپوں کا طرز عمل:

لیکن انتہائی دکھ کی بات ہے کہ ہم میں سے دعوت دین

میں سرگرم بعض حضرات کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔ والد محترم تو حزب الرحمن

[رحمان کی جماعت] سے منسلک ہیں، لیکن برخوردار حزب الشیطان میں ہے، اور

۱۔ حافظ ابن حجر نے نقل کیا ہے: "وَلِفَلَاكِهِمْ مِنْ حَدِيثِ عُثْمَانَ: "قَبْنَاهُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ

- عَلَيْهِمَا السَّلَامُ - وَكَيْسَ مَعَهُمَا يَوْمَئِذٍ غَيْرُهُمَا". (فتح الباری ۶/۴۰۶)۔

"اور فاکہی نے عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حدیث روایت کی ہے: ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام

نے اس [بیت اللہ] کو تعمیر کیا، اور تب ان کے ساتھ کوئی اور [شریک تعمیر] نہ تھا"۔

شاید اس کے پس منظر میں ایک سبب یہ بھی ہو کہ والد مکرم نے گوشہ جگر کو نیکی کے کاموں میں اپنا شریک سفر بنانے کی طرف توجہ ہی نہیں فرمائی۔ بلکہ شاید انہوں نے ہی اپنے وسائل اور عزت و جاہ کو اس لیے استعمال کیا ہو کہ ان کا نور چشم ایسے شعبے سے وابستہ ہو جائے جس میں ظاہری چمک دمک اور دنیوی فوائد کی کثرت ہو، لیکن اس شعبے سے منسلک حضرات کا غالباً منطقی انجام حزب الشیطان کا فعال رکن بننا ہو۔ اے ہمارے رب رحیم و کریم! ہم ناکاروں کو ایسے ناسمجھ باپوں میں شامل نہ فرمانا۔ آمین یا حی یا قیوم۔

نیک اعمال میں شرکتِ اولاد کی تاکید:

خیر کے کاموں میں باپ کے ساتھ بیٹے کی شمولیت کی اہمیت کی تاکید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ ان کا بیٹا بیت اللہ کی تعمیر میں ان کے ساتھ تعاون کرے۔ امام بخاریؒ کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کردہ طویل روایت میں ہے:

”فَقَالَ [إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ]: [”يَا إِسْمَاعِيلُ! إِنَّ رَبَّكَ أَمَرَنِي أَنْ أَنْبِيَ لَكَ

بَيْتًا“.

قَالَ: ”أَطِعْ رَبَّكَ“.

قَالَ: ”إِنَّهُ أَمَرَنِي أَنْ تُعِينَنِي عَلَيْهِ“.

قَالَ: ”إِذَنْ أَفْعَلُ“ - أَوْ كَمَا قَالَ. “۱

۱- صحيح البخاري، كتاب الأنبياء، باب يزقون: النسلان في المشي، جزء من

الرواية ۳۳۶۵، ۳۹۹/۶، محكمة دلائل وبراهين سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

انہوں [ ابراہیم علیہ السلام ] نے فرمایا: ”اے اسماعیل - علیہ السلام - یقیناً تیرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کا گھر تعمیر کروں۔“  
 انہوں نے عرض کی: ”اپنے رب کی اطاعت کیجیے۔“  
 انہوں نے فرمایا: ”یقیناً اس نے مجھے حکم دیا ہے تو اس بارے میں میری اعانت کر۔“

انہوں نے عرض کی: ”پھر میں کروں گا۔“ او کما قال .  
 اے اللہ! ہمیں اعمال خیر کرنے کی توفیق عطا فرما، اور ہمارے لیے اپنی اولادوں کو ایسے کاموں میں شامل کرنا آسان فرما۔ آمین یا ذا الجلال والاكرام۔



۱۷

## اپنی نسل کے لیے منصب امامت طلب کرنا

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منصب امامت پر فائز کرنے کی بشارت دی تو انہوں نے اسی سعادت کو اپنی نسل کے لیے بھی طلب کیا۔  
 قرآن مجید میں اس بات کو بایں الفاظ بیان کیا گیا ہے: ﴿وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ﴾ ۱۔

۱۔ سورة البقرة / الآية ۱۲۴ .

[ترجمہ: اور جب ابراہیم - علیہ السلام - کو ان کے رب نے کئی ایک باتوں سے آزمایا، اور انہوں نے سب کو پورا کر دیا تو [اللہ تعالیٰ نے] فرمایا: میں تمہیں لوگوں کا امام بنا دوں گا۔ انہوں نے عرض کی: ”اور میری اولاد میں سے [بھی]“۔ فرمایا: ”میرا وعدہ ظالموں سے نہیں“ [تفسیر آیت کریمہ:

امام بغوی نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: (قَالَ) ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی (وَمِنْ ذُرِّيَّتِي) یعنی میری اولاد میں سے بھی امام بنا، [تاکہ] ان کی [اعمال خیر] میں اقتدا کی جائے۔

قاضی ابن عطیہ اندلسی نے لکھا ہے: ”(وَمِنْ ذُرِّيَّتِي) یہ اللہ تعالیٰ کے حضور التجا اور درخواست ہے: کہ اے رب! میری نسل کو بھی [منصبِ امامت عطا فرمانا]۔“<sup>۱</sup> شیخ محمد عدوی نے قلم بند کیا ہے: ”حضرت ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کے امام، اور ان کے لیے قدمہ صالحہ بنائے جانے پر قناعت نہ کی، اور اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ ان کی نسل میں سے بھی لوگوں کے امام بنائے جائیں“۔<sup>۲</sup> اس دعا کا سبب:

بعض مفسرین کرام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کا سبب بیان کیا ہے۔ مثال کے طور پر شیخ سید محمد رشید رضا نے اس بارے میں تحریر کیا ہے:

۱۔ تفسیر البغوي ۱/۱۱۲؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر الخازن ۱/۱۰۴؛ و تفسیر القاسمي ۲/۲۴۵۔

۲۔ المحرر الوجيز ۱/۳۵۰؛ نیز ملاحظہ ہو: أيسر التفاسير ۱/۹۱۔

۳۔ دعوة الرسل ص ۴۰-۴۱۔



”حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا [ انسانی ] فطرت کے عین مطابق ہے انسان سمجھتا ہے کہ اس کی اولاد کی بقا اس کی اپنی بقا ہے اسی لیے وہ چاہتا ہے کہ اس کی اولاد اسی بہترین حالت میں رہے جس میں وہ ہے تاکہ جسمانی اور روحانی بقا میں اس کا حصہ رہے“<sup>۱</sup>

شیخ سعدیؒ نے اس سلسلے میں قلم بند کیا ہے: ”جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ قابل رشک مقام عطا کیا گیا تو انہوں نے اسی [ اعزاز ] کو اپنی نسل کے لیے بھی طلب کیا تاکہ [ اس طرح ] ان کا درجہ اور ان کی نسل کا درجہ مزید بلند ہو جائے“<sup>۲</sup>

دعاے خلیل الرحمن علیہ السلام کی قبولیت:

اللہ رب العالمین نے اپنے خلیل علیہ السلام کی اس دعا کو پورا فرمایا۔ ان کے بعد آنے والا ہر نبی ان کی نسل میں سے تھا، اور نازل ہونے والی ہر کتاب ان ہی کی اولاد پر نازل ہوئی۔

دلیل:

اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ﴾

الْكِتَابِ ﴿۱﴾

[ ترجمہ: اور ہم نے نبوت اور کتاب کو اس کی اولاد میں کر دیا ]

تفسیر آیت کریمہ:

شیخ سعدیؒ نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: ”قُلَّم يَأْت بَعْدَهُ نَبِيٌّ إِلَّا

<sup>۱</sup> تفسیر السعدی ص ۵۰ .

<sup>۲</sup> تفسیر المنار ۱/ ۴۵۶ .

<sup>۳</sup> سورة العنكبوت / جزء من الآية ۲۷ .

مِنْ ذُرِّيَّتِهِ، وَلَا نَزَلَ كِتَابٌ إِلَّا عَلَى ذُرِّيَّتِهِ، حَتَّىٰ خُتِمُوا بِإِبْنِهِ مُحَمَّدٍ ﷺ وَعَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ .

وَهَذَا مِنْ أَعْظَمِ الْمَنَاقِبِ وَالْمَفَاجِرِ أَنْ تَكُونَ مَوَادُّ الْهِدَايَةِ وَالرَّحْمَةِ، وَالسَّعَادَةِ وَالْفَلَاحِ وَالْفَوْزِ فِي ذُرِّيَّتِهِ، وَعَلَىٰ أَيْدِيهِمْ اهْتَدَى الْمُهْتَدُونَ، وَآمَنَ الْمُؤْمِنُونَ، وَصَلَحَ الصَّالِحُونَ“<sup>۱</sup>

”ان کے بعد ہر آنے والا نبی ان کی نسل سے آیا تھا، اور ہر نازل ہونے والی کتاب انہی کی نسل [کے نبی] پر نازل ہوئی، یہاں تک کہ سلسلہ نبوت ان کے بیٹے حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوا۔

ہاں یہ انتہائی عظمت و منقبت اور قابل فخر باتوں میں سے ہے کہ ہدایت و رحمت، سعادت و فلاح اور کامیابی و کامرانی کا منبع ان کی نسل میں ہو، اور انہی کے ہاتھوں پر ہدایت پانے والے ہدایت حاصل کریں، اہل ایمان ایمان لائیں، اور نیک لوگ نیکی کی راہ پر آئیں۔“

علم و عمل اور دعوت دین میں بلند مقام والے باپوں کو چاہیے کہ وہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے اپنی اولادوں کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بھی اسی مقام پر پہنچادے جس پر اس نے ان کو پہنچایا ہے۔ اِنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .

علامہ ابن فرس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مذکورہ بالا دعا سے استنباط کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

۱۔ تفسیر السعدی ص ۶۸۶؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر ۴/۳ ۴۵۳ .

”يُؤَخِّدُ مِنْ هَذَا إِبَاحَةَ السَّعْيِ فِي مَنَافِعِ الذَّرِيَّةِ وَالْقِرَابَةِ ، وَسُؤَالِ

ذَلِكَ مَنْ يَبْدِيهِ ذَلِكَ“<sup>۱</sup>

”اس سے اولاد اور اقارب کی منفعت کی خاطر کوشش کرنے اور اللہ تعالیٰ سے

اس بارے میں سوال کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔“



۱۸

## لوگوں کے دل اپنی نسل کی طرف مائل کرنے کی دعا

سیرت ابراہیم علیہ السلام میں بحیثیت باپ ایک بات یہ بھی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کی نسل کے لیے لوگوں کے دلوں میں محبت و مودت اور شوق کے جذبات پیدا فرمادے۔  
دلیل:

قرآن مجید میں ان کی اس دعا کا باس الفاظ ذکر ہوا ہے: ﴿رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ﴾<sup>۲</sup>  
[ترجمہ: اے ہمارے رب! یقیناً میں نے اپنی کچھ اولاد کو اس بے کھیتی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسایا ہے۔ اے ہمارے رب! یہ اس لیے] کیا

۱۔ منقول از الإكليل في استنباط التنزيل ص ۳۱ .

۲۔ سورة إبراهيم عليه السلام / الآية ۳۷ .

ہے [ کہ وہ نماز کو قائم رکھیں، پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے۔ اور انہیں پھلوں سے رزق عطا فرماتا کہ یہ شکرگزاری کریں ]  
تفسیر آیت کریمہ:

حافظ ابن جوزی نے اپنی تفسیر میں قلم بند کیا ہے: ”(تَهْوِي إِلَيْهِمْ) تَجِنُّ إِلَيْهِمْ“ . وَقَالَ قَتَادَةُ: ”تَنْزِعُ إِلَيْهِمْ“ . وَقَالَ الْفَرَاءُ: ”تُرِيدُهُمْ“ .<sup>۱</sup>  
” (تَهْوِي إِلَيْهِمْ) [ سے مراد ] ان کی طرف جانے کے لیے بے قرار ہوں، اور قتادہ نے کہا: ”ان کی طرف کھچے جائیں“۔ اور فراء نے کہا: ”لوگوں کے دلوں میں ان کی چاہت ہو“۔

قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: ”(تَهْوِي إِلَيْهِمْ) تُسْرِعُ إِلَيْهِمْ شَوْقًا وَوَدَادًا“<sup>۲</sup>

” (تَهْوِي إِلَيْهِمْ) [ سے مراد ] شوق و مودت سے ان کی طرف بھاگے جائیں“۔

شیخ سعدی اپنی تفسیر میں رقم طراز ہیں: ”(فَاجْعَلْ أَفْتِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ) : أَي تُحِبُّهُمْ ، وَتُحِبُّ الْمَوْضِعَ الَّذِي هُمْ سَاكِنُونَ فِيهِ“<sup>۳</sup>  
” (فَاجْعَلْ أَفْتِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ) کا معنی یہ ہے کہ وہ ان سے محبت کریں اور اس جگہ سے بھی پیار کریں جہاں انہوں نے سکونت اختیار کر رکھی ہے۔“

۱۔ زاد المسیر ۴/ ۳۶۷-۳۶۸ .

۲۔ تفسیر البیضاوی ۱/ ۵۲۱؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ابي السعود ۵/ ۵۲؛ وروح

المعانی ۱۳/ ۲۳۸ .

۳۔ تفسیر السعدی ص ۴۵۳ .

اے اللہ! ہم ناکاروں کی نسل کو نیک بنا اور انہیں اپنا محبوب بنا، اور صالحین کے دلوں میں ان کے لیے چاہت اور محبت پیدا فرما۔ إِنَّكَ سَمِيعُ الدَّعَاءِ .



۱۹

بیٹے کو حکم دینے سے پہلے اس سے مشورہ کرنا

بحیثیت والد سیرت ابراہیم علیہ السلام میں ہم ایک بات یہ بھی دیکھتے ہیں کہ انہوں نے بیٹے کو حکم دینے سے پیشتر ان سے مشورہ لیا۔  
دو دلیلیں:

اس بارے میں دو دلیلیں ذیل میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پیش کی جا رہی ہیں:  
۱: ذبح کے لیے تیار ہونے سے پہلے مشورہ:

جب انہیں بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تو انہوں نے بیٹے کو ذبح کے لیے تیار ہونے کا حکم دینے سے پہلے ان سے مشورہ کیا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَبَشِّرْ نَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ﴾ ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنَئِي إِنِّي أُرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ﴾ ۱

[ترجمہ: تو ہم نے اسے ایک بردبار بچے کی بشارت دی۔ پھر جب وہ [بچہ]

اتنی عمر کو پہنچا کہ اس کے ساتھ دوڑ دھوپ کے لائق ہو گیا تو اس [ ابراہیم علیہ السلام ] نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اب تو بتا کہ تیری رائے کیا ہے؟ [ طلب مشورہ کی حکمت:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے مشورہ اس لیے طلب نہ کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ کر ان کی رائے اور مشورے پر عمل کیا جائے، بلکہ ان کا مقصود۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہ تھا کہ لخت جگر کے رد عمل سے آگاہ ہونے کے بعد ایسا طرز عمل اختیار کیا جائے کہ حکم ربانی کی تعمیل بھی ہو جائے اور گوشہ جگر اجر و ثواب میں شریک بھی ہو جائے۔ حضرات مفسرین نے اس بات کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔ ذیل میں تین مفسرین کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

۱: علامہ زمخشری نے تحریر کیا ہے: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مشورہ اس لیے نہ کیا تھا کہ بیٹے کے مشورے کے مطابق طرز عمل اختیار کیا جائے، بلکہ ان کا مقصود یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش آمدہ آزمائش کے متعلق ان کا نقطہ نظر معلوم ہو جائے، اگر وہ گھبراہٹ کا مظاہرہ کریں تو انہیں ثابت قدمی اور صبر کی تلقین کی جائے، اور اگر وہ صبر اور تسلیم و رضا کا مظاہرہ کریں تو ان کے قدموں کو ڈگمگانے سے بچانے کی خاطر کوشش کی جائے۔

علاوہ ازیں ان کا مقصود یہ بھی تھا کہ انہیں پیش آمدہ آزمائش کے متعلق پہلے سے آگاہ کر دیا جائے تاکہ وہ اپنے نفس کو آمادہ صبر کر کے مصیبت کا بوجھ ہلکا کر لیں، اور آزمائش کا مقابلہ اس انداز سے کریں کہ وہ پہلے ہی سے اس سے آشنا اور مانوس ہو محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

چکے ہوں، نیز وہ بھی حکم ربانی کے لیے پہلے ہی سے آمادہ اطاعت ہو کر ثواب حاصل کریں۔

انہوں نے بیٹے سے اس لیے بھی رائے طلب کی تاکہ ذبح کیے جانے کا اچانک فیصلہ طبیعت پر گراں نہ گزرے۔

مزید براں ان کے اس طرز عمل سے مشورہ کرنا سنت [ابراہیمی] قرار پائے۔<sup>۱</sup>

ب: حافظ ابن جوزی نے اس بارے میں لکھا ہے: ”انہوں نے یہ بات [یعنی بیٹے سے مشورہ کرنا] حکم الہی کے خلاف منصوبہ بندی کی غرض سے نہ کہی تھی بلکہ ان کا ارادہ بیٹے کے رد عمل سے آگاہ ہونا تھا“۔<sup>۲</sup>

ج: قاضی بیضاوی نے اسی سلسلے میں بیان کیا ہے کہ انہوں نے اس حکم ربانی کے متعلق، جو کہ حتمی تھا، مشورہ اس لیے کیا تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی آزمائش کے متعلق ان [بیٹے] کی رائے معلوم ہو جائے، اور اگر وہ گھبراہٹ کا مظاہرہ کریں تو انہیں ثابت قدمی کی تلقین کریں، اور اگر تسلیم و رضا کا اظہار کریں تو پھسلنے سے بچاؤ کی خاطر کوشش کریں، اور تاکہ وہ پہلے ہی سے اپنے نفس کو آمادہ صبر کر کے آزمائش کا بوجھ ہلکا کر لیں، اور امتحان کے شروع ہونے سے پہلے ہی اظہار تابع داری کر کے ثواب حاصل کر لیں۔<sup>۳</sup>

۱۔ ملاحظہ ہو: الکشاف ۲۴۸/۳۔ ۲۔ زاد المسیر ۷۵/۷۔

۳۔ ملاحظہ ہو: تفسیر البیضاوی ۲۹۹/۲؛ نیز ملاحظہ ہو: روح المعانی ۲۳

۲: بنائے کعبہ میں شریک کرنے سے پہلے مشورہ:

بیٹے کو حکم دینے سے پہلے مشورہ

کرنے کے متعلق دوسری دلیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ تعمیر کریں، تو انہوں نے اس بارے میں بیٹے کو حکم دینے سے پہلے ان سے مشورہ کیا۔ صحیح بخاری میں ہے: "ثُمَّ قَالَ: يَا إِسْمَاعِيلُ! إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِأَمْرٍ."

قَالَ: "فَأَصْنَعْ مَا أَمَرَكَ رَبُّكَ".

قَالَ: "وَتُعِينُنِي".

قَالَ: "وَأَعِينُكَ".

قَالَ: "فَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أُنَبِّئَ هَاهُنَا بَيْنَنَا." ۱

پھر انہوں نے فرمایا: "اے اسماعیل علیہ السلام - یقیناً مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک کام کرنے کا حکم دیا ہے۔"

انہوں نے عرض کی: "آپ کے رب تعالیٰ نے جس کام کا آپ کو حکم دیا ہے اس

کو کر دیجیے۔"

انہوں نے فرمایا: "اور [کیا] تو میری اعانت کرے گا؟"

انہوں نے عرض کی: "اور میں آپ کی معاونت کروں گا۔"

انہوں نے فرمایا: "یقیناً مجھے اللہ تعالیٰ نے یہاں گھر بنانے کا حکم دیا ہے۔"

اور صحیح بخاری میں ایک دوسری روایت میں ہے: "فَقَالَ [إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ]:



”يَا إِسْمَاعِيلُ! إِنْ رَبِّكَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ لَكَ بَيْتًا“

قَالَ: ”أَطِيعَ رَبِّكَ“

قَالَ: ”إِنَّهُ أَمَرَنِي أَنْ تُعِينَنِي عَلَيْهِ“

قَالَ: ”إِذْ ذَا أَفْعَلُ“ - أَوْ كَمَا قَالَ: ”۱“

انہوں [ابراہیم علیہ السلام] نے فرمایا: ”اے اسماعیل علیہ السلام - درحقیقت تیرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کا گھر تعمیر کروں“ -

انہوں نے عرض کی: ”اپنے رب کی اطاعت کیجیے“ -

انہوں نے فرمایا: ”یقیناً اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم اس بارے میں میری اعانت کرو“ -

انہوں نے عرض کی: ”پھر میں کروں گا“ - أَوْ كَمَا قَالَ:

بعض باپوں کا طرز عمل:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے برعکس بعض باپ صرف حکم جاری کرنا ہی جانتے ہیں، وہ اس بات کی طرف قطعاً توجہ نہیں دیتے کہ جن بچوں کو وہ حکم دے رہے ہیں ان کا رد عمل کیا ہوگا۔ یہ طرز عمل نظر ثانی کا محتاج ہے۔ دعوت و تربیت کے بنیادی اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ مخاطب کے حالات کو پیش نظر رکھا جائے اور حدود و شریعت کی پابندی کرتے ہوئے اس کے رد عمل کا خیال رکھا جائے، اس ضابطے اور قاعدے سے غفلت اور بے اعتنائی دعوت و تربیت کی ناکامی کا سبب بن سکتی ہے۔<sup>۱</sup>

۱۔ اس روایت کی تخریج کتاب ہذا کے ص ۸۴ میں ملاحظہ فرمائیے۔

۲۔ اس بارے میں مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے: راقم السطور کی کتاب: ”مراعاة أحوال

بعض باپ ایسے بھی ہیں جو اولاد کو شرعی امور کا حکم دینے سے پہلے ان سے مشورہ کرتے ہیں، لیکن ان کا مقصود مشورہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقصد کے برعکس ہوتا ہے۔ ان کی غرض و غایت یہ ہوتی ہے کہ اگر اولاد راضی ہو تو شریعت کی پابندی کا حکم دیا جائے وگرنہ اس کو چھوڑ دیا جائے۔ یہ طرز عمل قطعی طور پر غلط ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلے میں کسی کی کوئی خشیست نہیں۔ صرف اولاد ہی نہیں، بلکہ حکم الہی کے مقابلے میں والدین کی بات پر بھی عمل نہ کیا جائے گا، اس بارے میں ہمارے نبی کریم ﷺ نے مختصر الفاظ میں انتہائی جامع اور عمدہ ضابطہ بیان فرمادیا ہے: ”لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ، إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ“<sup>۱</sup>

”اللہ تعالیٰ کی نافرمانی [و ان بات] میں کسی کی اطاعت نہیں، درحقیقت اطاعت تو بھلائی [کی بات] میں ہے۔“



## حکم ربانی کو بیٹے کی محبت پر ترجیح دینا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سیرت طیبہ میں یہ بات نمایاں ہے کہ انہیں اپنی اولاد سے بہت پیار تھا، لیکن اولاد سے ان کی محبت، اللہ تعالیٰ کی محبت پر غالب نہ تھی کہ احکام

۱۔ رواہ الإمام مسلم عن علیؓ . ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیة وتحريمها فی المعصیة، ۲۲۷/۱۲ .

الہیہ کی تعمیل میں رکاوٹ بن جائے۔  
دو دلیلیں:

درج ذیل دو واقعات اس بات پر دلالت کتنا ہیں:

۱: شیر خوار لخت جگر کو بنجر اور ویران وادی میں چھوڑنا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم

علیہ السلام کو فرزند عطا فرمایا، پھر انہیں حکم دیا کہ اس بچے اور اس کی والدہ کو ایسی وادی میں چھوڑ آئیں جہاں نہ کھیتی تھی، نہ پانی اور نہ ہی کوئی انسان۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اولاد سے شدید تعلق اور پیار کے باوجود اپنے رب تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل بلا چوں و چرا کی۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا:

”ثُمَّ جَاءَ بِهَا إِبْرَاهِيمُ وَبِأَيْدِيهَا إِسْمَاعِيلُ - عَلَيْهِمَا السَّلَامُ - وَهِيَ تُرْضِعُهُ - حَتَّى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زُمُرٍ فِي أَعْلَى الْمَسْجِدِ، وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ، وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ. فَوَضَعَهُمَا هُنَالِكَ، ثُمَّ قَفَى إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِمَا مُنْطَلِقًا.“

فَتَبِعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، فَقَالَتْ: ”يَا إِبْرَاهِيمُ! أَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرَكُنَا بِهَذَا الْوَادِي الَّذِي لَيْسَ فِيهِ إِنْسٌ وَلَا شَيْءٌ؟“

فَقَالَتْ لَهُ ذَلِكَ مِرَارًا، وَجَعَلَ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ لَهُ: ”اللَّهُ أَمَرَكَ

بِهَذَا؟“

قَالَ: ”نَعَمْ“.



کچھ آسان بات نہ تھی۔ انتہائی کٹھن اور دشوار مرحلہ تھا۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کے پیار پر اپنے مالک اللہ رب العزت کے حکم کو ترجیح دی۔ اس عمل کی عظمت کا ادراک کرنے کے لیے حضرات قارئین درج ذیل باتوں کی طرف توجہ فرمائیں:

۱: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ فرزند اپنی قوم اور وطن سے ہجرت کرنے کے بعد عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ﴾ ﴿وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ﴾ ﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ ﴿۱﴾

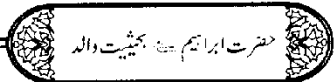
[ترجمہ: انہوں نے تو اس [ابراہیم علیہ السلام] کے ساتھ مکر کرنا چاہا لیکن ہم نے انہی کو نیچا کر دیا، اور اس [ابراہیم علیہ السلام] نے کہا: ”میں اپنے رب کی طرف [ہجرت کر کے] جا رہا ہوں وہ ضرور میری راہنمائی کرے گا۔ اے رب! مجھے نیک اولاد عطا فرما۔“]

حافظ ابن کثیرؒ نے (رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ) کی تفسیر میں تحریر کیا ہے:

”ایسی تابع دار اولاد عطا فرما جو چھوڑے ہوئے کنبے اور قوم کا عوض ہو۔“

اور یہ حقیقت محتاج بیان نہیں کہ ان حالات میں ملنے والے نور نظر کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تعلق کس قدر شدید اور پیار کتنا زیادہ ہوگا!

ب: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ لخت جگر بڑھاپے میں عطا فرمایا تھا۔ سورہ ابراہیم علیہ السلام میں ہے: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ﴾ ﴿۲﴾



[ ترجمہ: سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے کہ جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل واسحاق علیہما السلام - عطا فرمائے ]  
 اور سب جانتے ہیں کہ کبر سنی کے عالم میں ملنے والے نور چشم سے بوڑھے والد کا لگاؤ کس قدر ہوتا ہے۔

ج: حضرت اسماعیل رضی اللہ عنہ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے فرزند اول تھے، اور اولاد والے پہلو بھی بچوں کی محبت کی دلوں پر گرفت سے خوب آگاہ ہیں۔<sup>۱</sup>  
 د: حکم الہی صرف یہ نہ تھا کہ نور نظر کو اپنی نگاہوں سے دور کر دو، گوشہ جگر سے جدائی اختیار کرو، اور صرف اسی حکم کی تعمیل سینے میں باپ کا دل رکھنے والے کے لیے آسان نہیں، لیکن حکم تو یہ تھا کہ سرور نظر اور راحت جان کو ایسی جگہ پر چھوڑ کر آؤ جہاں نہ کھیتی ہے، نہ پانی، نہ انسان، اور نہ ہی کوئی اور چیز۔

ہ: فرزند کو ایسے مقام پر چھوڑنے کا حکم بیٹے کی قوت و طاقت اور جوانی کے زمانے میں نہ تھا، بلکہ وہ ان کی کمزوری کا زمانہ تھا کہ تب وہ شیر خوار بچے تھے، اور ایسی حالت میں ننھے ننھے پیارے اور نازک پھول کو ویران اور بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑنے کا تصور اولاد والوں کے جسموں پر لپکی طاری کرنے کے لیے کافی ہے۔

و: حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ نے زوجہ محترمہ ام اسماعیل علیہما السلام کے متعدد بار پکارنے کے باوجود ان کی طرف اور اپنے نور نظر کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شفقت پداری میں طغیانی آئے اور وہ حکم الہی کی تعمیل میں رکاوٹ بن جائے۔  
 واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

۲: بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے مستعد ہونا:

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام اس عمر کو پہنچے کہ کام کاج میں اپنے بوڑھے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہاتھ بٹا سکیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو انہیں ذبح کرنے کا حکم دیا گیا۔ حضرت خلیل علیہ السلام شفقتِ پدری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حکمِ ربانی کی تعمیل کے لیے فوراً آمادہ ہوئے۔ ان کے اس عظیم اور بے مثال ایثار کا ذکر درج ذیل آیات کریمہ میں اللہ رب العالمین نے فرمایا ہے:

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّىْ اَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرٰى قَالَ يَا بَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱﴾  
 فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٖ لِلْحَبِيْنِ ﴿۲﴾ وَوَدِدْنَاهُ اَنْ يُّاْبِرٰهِيْمَ ﴿۳﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّوْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴﴾ اِنْ هٰذَا لَهٗوَ الْبَلٰوَا الْمُبِيْنُ ﴿۵﴾ وَوَدِدْنَاهُ بِذَبْحِ عَظِيْمٍ ﴿۶﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷﴾ سَلَّمَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۸﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰﴾﴾

[ترجمہ: جب وہ [بچہ] اس کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا تو اس [ابراہیم علیہ السلام] نے کہا: ”اے میرے چھوٹے بیٹے! میں خواب میں تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، اب تو بتا کہ تیری رائے کیا ہے؟“ اس نے جواب دیا: اے میرے باپ! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کو بجالائے ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔“

جب وہ دونوں مطیع ہو گئے [یعنی حکم الہی کی تعمیل کے لیے مستعد ہو گئے] اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل پچھاڑ دیا، تو ہم نے اس کو آواز دی: ”اے ابراہیم۔۔۔! یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا۔ بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔“

درحقیقت یہ بہت بڑی آزمائش تھی اور ہم نے اس [اسماعیل علیہ السلام] کے بدلے میں بہت بڑی قربانی دے دی۔ اور تمام آنے والے لوگوں میں اس [عظیم واقعہ] کا ذکر باقی رکھا۔ ابراہیم علیہ السلام۔۔۔ پر سلام ہو۔ ہم اسی طرح نیکی کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔ بے شک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا [اس قربانی کو نمایاں کرنے والے حقائق:

گوشہ جگر کو اپنے ہاتھوں ذبح کرنے کے لیے مستعد اور تیار ہونا معمولی بات نہیں۔ اور معاملہ صرف یہیں تک نہیں بلکہ وہاں کچھ اور حقائق بھی تھے جنہوں نے اس عمل کی عظمت، سنگینی اور دشواری میں بہت زیادہ اضافہ کر دیا تھا۔ انہیں میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱: یہ فرزندِ جلیل قوم اور وطن سے ہجرت کے بعد ملا تھا۔<sup>۱</sup>

ب: گوشہ جگر کا یہ عطیہ ربانی بڑھاپے میں میسر آیا تھا۔<sup>۲</sup>

ج: اس راحتِ جان کو ذبح کرنے کا حکم تب ملا جب کہ وہ بوڑھے والد کے کام کاج میں تعاون کے قابل ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بچے کی اس صلاحیت اور استعداد کو

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: کتاب ہذا کا ص ۹۹۔

۲۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق۔



بایں الفاظ بیان فرمایا: ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّنَىٰ﴾ [ترجمہ: جب وہ [بیٹا] اس کے ساتھ کوشش کرنے کے قابل ہو گیا]

تنبیہ:

آیت کریمہ میں ایک قابل توجہ بات یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی کام کاج کی صلاحیت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّنَىٰ﴾ [یعنی وہ اپنے باپ کے ساتھ کوشش کرنے کے قابل ہو گیا] اور اس پر اکتفا نہیں کیا کہ ﴿فَلَمَّا بَلَغَ السَّنَىٰ﴾ [وہ کوشش کرنے کے لائق ہو گیا]

بعض مفسرین کرامؒ نے اس مقام پر یہ سوال اٹھایا ہے کہ [باپ کے ساتھ] کا اضافہ کیوں کیا گیا ہے، صرف یہی بیان کرنے پر اکتفا کیوں نہیں کیا گیا کہ وہ [کوشش کرنے کے لائق ہو گیا]۔ علامہ زنجشیری نے اس اضافے کی حکمت بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ باپ اپنے بیٹے کے ساتھ دوسرے تمام لوگوں کے مقابلے میں زیادہ شفقت کرنے والا اور مہربان ہوتا ہے، وہ تو اپنے بیٹے کو اسی وقت اپنے ساتھ کام پر لگائے گا جب اس میں کام کرنے کی استعداد اور صلاحیت ہوگی۔ دوسرے لوگوں کا غالباً <sup>مط</sup>ح نظر تو کام لینا ہی ہوتا ہے، کام کرنے والے میں خواہ استعداد اور استطاعت کامل ہو یا ناقص۔<sup>۱</sup>

اور یہ بات تو معلوم ہے کہ استعداد اور استطاعت والے بچے میں باپ کی رغبت، اور اس کے لیے محبت عام طور پر دیگر بچوں سے زیادہ ہوتی ہے۔ شیخ سعدیؒ

۱۔ سورة الصافات / جزء من الآية ۱۰۳.

۲۔ ملاحظہ ہو: الکشاف ۳/۳۴۷؛ نیز ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر ۲۶/۱۵۲.

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نے آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے: یعنی اس عمر کو پہنچ گیا کہ سعی اور کوشش کے قابل ہو گیا، اور اس عمر کا بچہ غالباً والدین کو بہت پیارا ہوتا ہے کیونکہ تب اس کے بوجھ بننے کا زمانہ ختم ہو جاتا ہے اور والدین کے بوجھ اٹھانے کا دور شروع ہوتا ہے۔<sup>۱</sup>

د: اس فرزندِ جلیل میں اللہ تعالیٰ نے دیگر اوصاف کے ساتھ ایک ایسی خوبی ودیعت کر رکھی تھی جو بوڑھے باپ کے اس کے ساتھ تعلق اور محبت کو دو چند کر دیتی ہے، اس خوبی کا ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشادِ کرامی میں ہے: ﴿فَبَشِّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ﴾ [ترجمہ: تو ہم نے اسے ایک بردبار بچے کی بشارت دی] اور بڑھاپے میں بردبار بیٹے کی قدر و منزلت اس نعمت سے محروم بوڑھے والدین خوب جانتے ہیں۔

ان سب حقائق کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے کی محبت پر حکمِ ربانی کو ترجیح دیتے ہوئے بلاچوں و چراپے گوشہ جگر کو ذبح کرنے کے لیے مستعد اور تیار ہوئے۔ اس عظیم قربانی کے متعلق آیت کریمہ:

مولائے کریم نے ان کے مذکورہ بالا طرزِ عمل کی

تصویر کشی بایں الفاظ فرمائی ہے: ﴿فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ﴾ [ترجمہ: جب وہ دونوں مطہج ہو گئے (یعنی حکمِ ربانی کی تعمیل کے لیے مستعد ہو گئے) اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل پچھاڑ دیا]

قاضی بیضاویؒ نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: (فَلَمَّا أَسْلَمَا) یعنی دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہو گئے، یا (معنی یہ ہے کہ) ذبیح - بیٹے - اپنی جان سے، اور ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے سے اللہ تعالیٰ کے لیے دست بردار ہو گئے۔<sup>۲</sup>

۱۔ ملاحظہ ہو: تفسیر السعدی ص ۷۷۰۔

۲۔ تفسیر بیضاویؒ، ۲/۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹

بیٹے کی قمیص بطور کفن استعمال کرنے کی خاطر اتارنا:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

ذبح کرنے کے لیے بیٹے کو پیشانی کے بل پچھاڑنے کے بعد بیٹے نے یہ تجویز پیش کی کہ ان کی قمیص اتار لی جائے تاکہ انہیں اس میں کفنایا جاسکے، کیونکہ انہیں کفنانے کے لیے وہاں اور کوئی کپڑا موجود نہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے قمیص اتارنے کے لیے لپکے۔

اللہ اکبر! یہ مرحلہ کتنا کٹھن اور دشوار تھا! اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا: ﴿إِن هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ﴾ [ترجمہ: درحقیقت یہ بہت بڑی آزمائش تھی] اور حضرت خلیل الرحمن علیہ السلام اس میں صبر و استقامت کا پہاڑ ثابت ہوئے۔ امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: ”إِن إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا أَمَرَ بِالْمَنَاسِكِ عَرَضَ لَهُ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَسْعَى ، فَسَابِقَهُ ، فَسَبَقَهُ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى حَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ، فَعَرَضَ لَهُ الشَّيْطَانُ ، فَرَمَاهُ بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ ، وَتَمَّ تَلَّهُ لِلْحَبِيبِ ، وَعَلَى إِسْمَاعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَمِيصٌ أَيْضٌ - وَقَالَ : ”يَا أَبَتِ ! إِنَّهُ لَيْسَ لِي ثَوْبٌ تُكْفِنُنِي فِيهِ غَيْرُهُ ، فَاخْلَعُهُ حَتَّى تُكْفِنَنِي فِيهِ“ فَعَالَجَهُ لِيَخْلَعَهُ ، فَنُوْدِيَ مِنْ خَلْفِهِ : ﴿أَنْ يُابْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ صَدَقْتَ الرُّوْيَا﴾ .

فَالْتَفَتَ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا هُوَ بِكَبْشٍ أَيْضٌ أَقْرَبَ أَعْيُنَ .

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا : ”لَقَدْ رَأَيْنَا نَبِيْعَ هَذَا الضَّرْبِ مَنْ

الکِبَاشِ“۔“<sup>۱</sup>

”جب ابراہیم علیہ السلام کو مناسک [ حج ] کا حکم دیا گیا تو سعی کی جگہ میں شیطان ان کے سامنے آیا، اور اس نے ان کے ساتھ دوڑ لگائی، لیکن ابراہیم علیہ السلام اس پر سبقت لے گئے۔ پھر جبریل علیہ السلام انہیں جمرہ عقبہ کے پاس لے گئے۔ تو شیطان [ پھر ] ان کے سامنے آیا۔ انہوں نے اس کو سات کنکریاں ماری اور وہ چلا گیا، پھر جمرہ وسطیٰ پر ان کے سامنے آیا تو انہوں نے اس کو سات کنکریاں ماری، اور اس مقام پر انہوں نے اس [ اپنے بیٹے ] کو پیشانی کے بل پچھاڑ دیا۔ [ تب ] اسماعیل علیہ السلام نے سفید [ قمیص ] پہن رکھی تھی، انہوں نے عرض کی: ”اے میرے باپ! آپ کے مجھے کفنانے کے لیے میرے پاس اس قمیص کے سوا اور کوئی کپڑا نہیں، آپ اس کو اتار لیجے تاکہ آپ مجھے اسی میں کفنا سکیں۔“

وہ قمیص اتارنے کے لیے تیار ہوئے اور انہیں پیچھے سے آواز دی گئی: ”اے ابراہیم علیہ السلام! یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا [ ابراہیم علیہ السلام نے مڑ کر دیکھا تو ] وہاں [ ایک سفید رنگ کا سینٹلوں اور موٹی آنکھ والا مینڈھا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ”یقیناً ہم نے اپنے آپ کو دیکھا کہ ہم اسی قسم کے مینڈھے خریدتے ہیں۔“

بہت سے والدین کا طرز عمل:

مقام افسوس ہے کہ ہم میں سے بہت سے والدین کا

۱۔ المسند، جزء من رقم الحدیث ۲۷۰۷، ۴/۲۴۸۔ شیخ احمد شاگرد نے اس کی سند کو

[ صحیح ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۴/۲۴۷)۔

محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طرز عمل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ کے بالکل الٹ ہے ہم اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور اولاد کی محبت میں ٹکڑاؤ ہو تو ہمارا جھکاؤ بلکہ فیصلہ عام طور پر اولاد کی محبت کو ترجیح دینے کا ہوتا ہے۔ ہم اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ ہمارا اور ہماری اولاد کا خالق، مالک، رب اور رازق تنها اللہ تعالیٰ ہے، اور ہم سب کی دنیا و آخرت کی سعادت اور کامیابی اس کے احکامات کی بلاچوں و چراغیوں سے وابستہ ہے، ہم اس حقیقت کو بھی نظر انداز کرتے ہیں کہ حب الہی پر کسی کی بھی محبت کو ترجیح دینا تباہی و بربادی اور ہلاکت کو دعوت دینا ہے۔ کیا ہم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سن نہیں رکھا:

﴿قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ﴾<sup>۱</sup>

[ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری بیویاں، اور تمہارے کنبے، اور تمہارے کمائے ہوئے مال، اور وہ تجارت جس کے مندے کا تمہیں خدشہ ہے، [اگر یہ] تمہیں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول - ﷺ - اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا]





میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کریم سے دعا کی کہ وہ ان کی نسل میں سے ایک رسول مبعوث فرمائے جو درج ذیل کام سرانجام دے:

﴿يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ﴾ [ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے]

شیخ ابن عاشور رقم طراز ہیں: ”(يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ) کا معنی یہ ہے کہ نصیحت

کی غرض سے ان پر آیات کی تلاوت کرنے“۔<sup>۱</sup>

ب: (وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ) [انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم

دے]: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق [کتاب] سے مراد

قرآن [کریم] اور [الحکمة] سے مراد سنت ہے۔<sup>۲</sup>

حضرت قتادہ نے بیان کیا ہے کہ [الْحِكْمَةَ] سے مراد سنت اور شریعت کا

بیان ہے۔<sup>۳</sup>

ج: (وَيُزَكِّيهِمْ) [اور ان کا تزکیہ کرے]: شیخ سعدی نے اپنی تفسیر میں تحریر

کیا ہے کہ: ”وہ [ان کا تزکیہ] نیک اعمال کرنے اور بُرے اعمال سے بچنے کی

ترتیب کے ساتھ کرے کہ اس کے بغیر تزکیہ نفس نہیں ہوتا“۔<sup>۴</sup>

شیخ محمد عدوی نے آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ابراہیم

علیہ السلام کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی کہ وہ ان کی نسل میں سے ایک ایسا رسول

مبعوث فرمادے جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت کرے، اس کی قدرت، علم اور

۱۔ التحرير والتنوير ۱/ ۷۲۲.

۲۔ ملاحظہ ہو: زاد المسیر ۱/ ۱۴۶.

۳۔ ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبی ۲/ ۱۳۱؛ نیز ملاحظہ ہو: المحرر الوجیز ۱/ ۷۲۲.

۴۔ تفسیر السعدی ص ۵۱.

حکمت کے دلائل ان کے سامنے بیان کرے، قرآن کریم کی انہیں تعلیم دے، رموز شریعت اور شرعی احکام کے اغراض و مقاصد سے انہیں آگاہ کرے، اور یہی وہ [الْحِكْمَةَ] ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ﴾<sup>۱</sup>

[ترجمہ: اور جس کو حکمت دی گئی اس کو بڑی خیر [خوبی اور بھلائی] دی گئی اور نصیحت صرف عقل مند ہی حاصل کرتے ہیں] <sup>۲</sup>  
دعائے ابراہیم علیہ السلام کی قبولیت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

اس دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔

www.KitaboSunnat.com

دلیل:

امام حاکم نے خالد بن معدان سے روایت نقل ہے، اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: ”يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَخْبِرْنَا عَنْ نَفْسِكَ.“

”اے اللہ کے رسول - ﷺ -! ہمیں اپنے بارے میں بتلائیے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: ”دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَبُشْرَى عِيسَى<sup>۳</sup>

۱۔ سورة البقرة / جزء من الآية ۲۶۹ . ۲ ملاحظہ ہو: دعوة الرسل ص ۴۲ .

۳ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے میری بعثت کی بشارت دی، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ﴿وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِيهِ مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ (سورة الصف / جزء من الآية ۶) . [ترجمہ: اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی خوش خبری سنانے والا ہوں جن کا نام احمد

مجھ پر دلائل] ابراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



ﷺ کی حدیث

” [میں] اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا [کا نتیجہ] ہوں، اور غیبی ﷺ کی

بشارت۔“

نسل ابراہیم علیہ السلام کی عظمت:

یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل کے کمال پر دلالت

کرتی ہے۔ علامہ رازیؒ نے اس بارے میں تحریر کیا ہے: یہ دعا نسل ابراہیم کے کمال پر دو پہلوؤں سے دلالت کرتی ہے:

۱: ان میں ایسا رسول ہو جس کے ذریعے ان کے لیے دین و شریعت کی تکمیل ہو، اور وہ انہیں ایسی باتوں کی دعوت دے جن کے ساتھ وہ دین پر ثابت قدم ہو جائیں۔

۲: ان کی طرف مبعوث کیا جانے والا رسول انہی میں سے ہو، اور اس میں ان کی عزت، شرافت متعدد پہلوؤں سے آشکارا ہوتی ہے:

۱: عزت و دین میں ان کا مقام و مرتبہ بلند و بالا ہو جائے۔

ب: جب رسول انہی کی نسل میں سے ہو گا تو وہ اس کی ولادت اور جائے

پیدائش [حالات زندگی] سے آگاہ ہوں گے، اور ان کے لیے اس کے صدق

۱- المستدرک علی الصحیحین، کتاب التاريخ ۲/ ۶۰۰. امام حاکم نے تحریر کیا ہے:

”خالد بن معدان بہترین تابعین میں سے تھے، معاذ بن جبل اور ان کے بعد والے صحابہ

کی صحبت کی سعادت سے بہرور ہوئے، اور جب وہ صحابہ سے کوئی حدیث بیان کریں تو اس کی

اسناد [صحیح] ہوتی ہیں۔“ (المرجع السابق ۲/ ۶۰۰). حافظ ذہبی نے ان کی رائے سے

اتفاق کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص ۲/ ۶۰۰). نیز ملاحظہ ہو: هامش المسند

وامانت کو پہنچانا آسان ہوگا۔

ج: جب رسول ان میں سے ہوگا تو ان کی بھلائی کے لیے اس کا جذبہ اور حرص دیگر تمام لوگوں سے زیادہ ہوگا، اور کسی دوسری قوم میں سے مبعوث ہونے والے رسول سے وہ ان پر زیادہ شفیق اور مہربان ہوگا۔<sup>۱</sup>

خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بات کی شدید رغبت اور خواہش رکھتے تھے کہ ان کی آئندہ نسلوں کا رحمن کی آیات سے مضبوط تعلق اور رابطہ استوار ہو، کتاب و سنت کی تعلیم کی سہولت میسر ہو، اور ان کے تزکیہ نفوس کا اہتمام ہو۔ بہت سے والدین کا طرز عمل:

اس کے برعکس ہم میں سے والدین کی ایک بڑی تعداد کی ساری توجہ اولاد کو دنیاوی علوم سے آراستہ کرنے پر مرکوز ہے، اس سلسلے میں وہ انتہائی جدوجہد کرتے ہیں، ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرتے ہیں، تا حد استطاعت، بلکہ بسا اوقات اپنے وسائل سے بھی زیادہ مال خرچ کرتے ہیں، لیکن کتاب و سنت کی تعلیم کو ضیاع وقت اور ناقابل برداشت بوجھ تصور کرتے ہیں، اور جہاں تک اولاد کے تزکیہ نفوس کا تعلق ہے تو ان کے خیال مطابق ابھی ان کی ”نیک بخت“ اولاد کو اس کی ضرورت ہی نہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

اے ہمارے رب! ہم ناکاروں کو ایسے بدنصیب لوگوں میں شامل نہ فرمانا! اپنی عنایت اور نوازش سے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی راہ پر چلانا۔ إِنَّكَ سَمِيعٌ مُجِيبٌ .



## اولاد کو موت تک دین پر ثابت قدم رہنے کی وصیت

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بسترِ مرگ پر بھی اپنی اولاد کو اس بات کی وصیت فرمائی کہ وہ مرتے دم تک دین پر ڈٹے رہیں۔  
دلیل:

اللَّعْزُوبُ جَلَّ نَسَبُهُ فِي آسَافِ الْعَالَمِينَ ﴿۱۰۰﴾ وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَيْنَهُ وَيَعْقُوبُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿۱۰۱﴾  
[ترجمہ: اور اس [بات] کی وصیت ابراہیم اور یعقوب - علیہما السلام - نے اپنے بیٹوں کو کی، کہ اے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے اس دین کو تمہارے لیے پسند فرمایا ہے سو تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان]  
تفسیر آیت کریمہ:

امام بغویؒ نے آیت کریمہ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے: ”دَاوُمُوا عَلَى الْإِسْلَامِ حَتَّى لَا يُصَادِفَكُمْ الْمَوْتُ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ.“<sup>۱</sup>  
”اسلام پر جمے رہنا یہاں تک کہ تمہیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔“

قاضی ابن عطیہ اندلسیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: ”إِنْ حَازَ بَلِيغٌ، وَذَلِكَ أَنْ الْمَقْصُودَ مِنْهُ أَمْرُهُمْ بِالْإِسْلَامِ وَالِدَوَامِ عَلَيْهِ، فَآتَى ذَلِكَ بِلَفْظِ مُوجِزٍ يَقْتَضِي

الْمَقْصُودَ ، وَيَتَضَمَّنُ وَعْظًا وَتَذْكَيرًا بِالْمَوْتِ ، وَذَلِكَ أَنَّ الْمَرْءَ يَتَحَقَّقُ أَنَّهُ يَمُوتُ وَلَا يَدْرِي مَتَى ؟ فَإِذَا أَمَرَ بِأَمْرٍ لَا يَأْتِيهِ الْمَوْتُ إِلَّا وَهُوَ عَلَيْهِ ، فَقَدْ تَوَجَّهَ مِنْ وَقْتِ الْأَمْرِ ذَاتِيًا لَازِمًا .<sup>۱</sup>

” [حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وصیت میں] بلیغ اختصار ہے ان [کی وصیت] کا مقصود انہیں [اپنے بیٹوں کو] اسلام اور اس پر ڈٹے رہنے کا حکم دینا تھا۔ اس غرض کے لیے انہوں نے ایسے الفاظ استعمال کیے جن سے ان کا مقصود بھی پورا ہو گیا، اور وعظ و نصیحت اور موت کی یاد دہانی بھی ہو گئی، کیونکہ ہر شخص اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ اس کو مرنا ہے، لیکن کسی کو موت کے وقت کی خبر نہیں۔ اسی لیے جب کسی کو یہ حکم دیا جائے کہ [تمہیں موت نہ آئے مگر تم اس کام پر کاربند ہو] تو وہ اسی وقت سے توجہ اور اہتمام کے ساتھ اس عمل کی پابندی شروع کر دیتا ہے۔“

اس وصیت کی اہمیت:

دین حق پر ثابت قدم رہنے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر جے رہنے کی وصیت کتنی اہم ہے! اللہ تعالیٰ نے اسی بات کا حکم اہل ایمان کو دیا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾<sup>۲</sup>

[ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے، اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان [یعنی مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا]]

اور رسول کریم ﷺ نے بھی امت کو اسی بات کی وصیت فرمادی۔ آپ نے ارشاد

۱۔ المحرر الوجيز ۱/۳۶۴ نیز ملاحظہ ہو: التحرير والتنوير ۱/۷۲۹۔

۲۔ سورة آل عمران / الآية ۱۰۲۔  
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فرمایا: ”فَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُزَخَّرَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ ، فَلْتَأْتِهِ مَنِيَّتُهُ وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ“<sup>۱</sup>

”جو شخص اس بات کو پسند کرے کہ اس کو [جہنم کی] آگ سے دور کیا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے اس کو چاہیے کہ اس کی موت اس حالت میں آئے کہ اس کا اللہ تعالیٰ اور روز قیامت پر ایمان ہو“۔

اور اسی بات کا حکم نبی کریم ﷺ نے حضرت سفیان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو دیا۔ آپ نے فرمایا: ”قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ فَاسْتَقِيمْ“<sup>۲</sup>

”تو کہہ: ”میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لایا“۔ پھر [اس بات پر] ڈٹ جا“۔

ہمیں چاہیے کہ اپنی اولادوں کو دین پر ثابت قدم اور اللہ تعالیٰ کی تابعداری پر جمے رہنے کا حکم دیتے رہیں۔ ہماری اولادوں کی بظاہر دین داری اس بات کی تلقین اور تاکید کی راہ میں رکاوٹ نہ بنے۔ ہماری اولادیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹوں سے زیادہ پرہیزگار اور متقی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَذُكِّرْنَا لِلْذِّكْرِ أَنْ نَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾<sup>۳</sup>

[ترجمہ: سو نصیحت کرتے رہیے یقیناً یہ نصیحت ایمان والوں کو نفع دے گی]



۱۔ رواہ الإمام مسلم عن ابن عمرو رضي الله عنهما . ملاحظہ ہو : صحيح مسلم ، كتاب الإمارة ، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الأول فالأول ، جزء من رقم الحديث ۴۶ (۱۸۴۴) ، ۱۴۷۳/۳ .

۲۔ ملاحظہ ہو : صحيح مسلم ، كتاب الإيمان ، جامع أوصاف الإسلام ، رقم

الحديث ۶۲ (۳۸) ، ۶۵/۱ . ۳۔ سورة الذاريات / الآية ۵۵ .

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

## مرتے دم تک اولاد کو وعظ و نصیحت

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بحیثیت باپ سیرت طیبہ میں ایک بات یہ بھی تھی کہ وہ تاتا دم واپس اپنی اولاد کو وعظ و نصیحت کرتے رہے۔  
دلیل:

اللہ رب العزت کا درج ذیل ارشاد گرامی اس بات پر دلالت کناں ہے:

﴿إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمَ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ \* وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمَ بَنِيهِ وَيَعْقُوبَ بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

[ترجمہ: جب اس [ابراہیم علیہ السلام] کے رب نے اس کو کہا: ”فرماں بردار ہو جا“۔ تو اس نے کہا: ”میں نے رب العالمین کی فرماں برداری کی“۔ اور اسی بات کی وصیت ابراہیم اور یعقوب علیہما السلام نے اپنے بیٹوں کو کی، کہ اے بیٹو! یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس دین کو تمہارے لیے پسند کر لیا ہے سو تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان [یعنی مرتے دم تک اسلام پر ثابت قدم رہنا]]

اس بارے میں تین باتیں:

حضرات قارئین اس بارے میں درج ذیل تین باتوں کی

طرف توجہ فرمائیں:

ا: وصیت سے مراد:

علامہ رازی نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا:  
[وَأَمَرَ إِبْرَاهِيمَ بَيْنَهُ] [ابراہیم - علیہ السلام] نے اپنے بیٹوں کو حکم دیا [بلکہ یہ فرمایا  
[وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمَ بَيْنَهُ] [اس بات کی ابراہیم - علیہ السلام] نے اپنے بیٹوں کو  
وصیت کی] [اور لفظ [الوصیة] میں تاکید [الأمر] کے لفظ سے زیادہ ہوتی ہے  
کیونکہ وصیت موت [کی آمد] کے خدشے کے وقت ہوتی ہے۔<sup>۱</sup>

علامہ الوسی نے ارشاد باری تعالیٰ: (وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمَ بَيْنَهُ) کی تفسیر میں  
لکھا ہے: [التوصیة] کا اصلی معنی کسی کو خیر اور تقرب الہی کے کام کی تلقین کرنا ہے،  
خواہ یہ موت کے وقت ہو، یا کسی اور وقت، اور خواہ یہ نصیحت زبان کے ذریعے ہو، یا کسی  
اور طریقے سے۔ لیکن عام عرف میں اس لفظ کا استعمال موت کے وقت کی گئی تلقین اور  
نصیحت کے لیے ہوتا ہے۔<sup>۲</sup>

حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اور دیگر نیک لوگوں کا طریقہ یہی ہے کہ وہ  
اپنے اعزہ واقارب اور پیروکاروں کو موت آنے تک وعظ و نصیحت کرتے رہتے  
ہیں۔<sup>۳</sup>

۱۔ ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر ۷۲/۴۔ ۲۔ ملاحظہ ہو: روح المعانی ۱/۳۸۹۔  
۳۔ اسی بات کے دلائل و شواہد میں سے نبی کریم ﷺ کا آخری بیماری میں شدت درد کے باوجود  
امت کو آپ کی قبر کو مسجد بنانے سے سختی سے منع فرمانا، موت کی پہلی بندھنے کے وقت نماز قائم  
کرنے کا حکم دینا، اور غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمانا، اور قوت گویائی کے ختم  
ہونے کے بعد بھی ان دونوں باتوں کی تلقین جاری رکھنے کی کوشش فرمانا، شامل ہیں۔ اور اسی  
بات کے شواہد میں سے امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بستر مرگ سے لوگوں کو شفی بن حارثہ رضی  
اللہ عنہ کی قیادت میں عراقی محاذ پر جہاد کے لیے نکلنے کی ترغیب دینا، اور شدید زخمی ہونے کے بعد  
بستر مرگ ہی سے ایک نوجوان کو گھٹنوں سے چادر اوپر اٹھانے کا حکم دینا شامل ہیں۔ (تفصیل  
کے لیے ملاحظہ ہو: رائم السطور کی کتاب: الحصرص علی ہدایة الناس فی ضوء النصوص

۲: وصیت متعدد دفعہ کی گئی:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو مذکورہ بالا وصیت صرف ایک مرتبہ ہی نہ کی تھی بلکہ متعدد دفعہ فرمائی۔ قاضی ابن عطیہ اندلسی نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے: (وَأَوْصَى) اور دیگر (ائمہ قرأت) سے (وَوَصَّى) پڑھا ہے، اور دونوں کا معنی ایک ہی ہے، البتہ (وَصَّى) کثرت کا متقاضی ہے [یعنی یہ لفظ اس بات پر دلالت کتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے متعدد مرتبہ وصیت فرمائی]۔<sup>۱</sup>  
حافظ ابن جوزی نے قلم بند کیا ہے: لفظ (وَصَّى) (أَوْصَى) سے زیادہ بلوغ ہے کیونکہ یہ زیادہ مرتبہ وصیت کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔<sup>۲</sup>

۳: بڑی عمر کی اولاد کو نصیحت نہ کرنا:

یہ بات معلوم ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات کے وقت ان کے صاحبزادگان بڑی عمر کے تھے لیکن یہ بات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انہیں نصیحت کرنے میں رکاوٹ نہ بنی۔ مقام افسوس ہے کہ ہم میں سے والدین کی ایک خاصی تعداد کا طرز عمل اس کے قطعی الٹ ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اولاد کے سن بلوغت کو پہنچنے کے بعد انہیں کہنے سننے کی ذمہ داری ختم ہوئی۔ معلوم نہیں انہوں نے یہ بات کہاں سے سیکھی ہے؟ اور کتنے ہی نا سمجھ والدین خیال کرتے ہیں کہ اولاد کی شادی کے بعد تو انہیں وعظ و نصیحت کرنا عقل و دانش اور حکمت کے منافی ہے۔ کیا ان کی عقل و دانش خلیل الرحمن حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ ہے؟

کیا وہ بھول چکے ہیں کہ مخلوق میں سب سے بڑی عقل و حکمت والی شخصیت حضرت محمد ﷺ نے اپنی گوشہ جگر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو ان کے شوہر محترم

۱۔ ملاحظہ ہو: المحرر الوجیز ۱/۳۶۳۔

۲۔ ملاحظہ ہو: زاد المسیر ۱/۱۴۹۔  
محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ



حضرت علیؑ کے گھر جا کر وعظ و نصیحت فرمائی؟“

کیا انہیں یاد نہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی لخت جگر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ کے گھر جا کر ڈانٹا؟

کیا انہیں خبر نہیں کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی رحمت دو عالم ﷺ کے دولت کدہ پر جا کر باز پرس کی؟

اور پھر کیا ہمارے بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹوں سے زیادہ متقی، پرہیزگار اور عقل و دانش والے ہیں؟

کیا ہماری بیٹیاں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ دین دار ہیں، جنہیں سرور دو عالم ﷺ نے (سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ) کا اعزاز پانے کی بشارت دی؟

کیا ہماری بیٹیاں تقویٰ و پرہیزگاری میں حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما سے سبقت لے چکی ہیں جنہیں اللہ رب العالمین نے اپنے حبیب و خلیل حضرت محمد

ﷺ کے حرم میں داخل ہونے کے شرف سے نوازا؟

اے ہمارے رب! چھوٹی بڑی عمر کی اولاد کو وعظ و نصیحت کرنے میں ہمیں

۱۔ ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب التہجد، باب تحریض النبی ﷺ علی قیام اللیل والنوافل من غیر إيجاب، وطرق النبی ﷺ فاطمة وعلیاً رضی اللہ عنہما لیلۃ للصلاة، رقم الحدیث ۱۱۲۷، ۱۰/۳۔

۲۔ ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب بیان أن تخیر امرأته لا یكون طلاقاً إلا بالنیة، رقم الحدیث ۲۹ (۱۴۷۸)، ۲/۱۱۰۴-۱۱۰۵۔

۳۔ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/۱۱۰۴-۱۱۰۵، نیز ملاحظہ ہو: صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها، رقم الحدیث ۲۷۸۹، ۹/۲۷۸-۲۷۹۔

۴۔ ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فضائل فاطمة رضی اللہ عنہا بنت النبی ﷺ، رقم الحدیث ۹۹ (۲۴۵۰)، ۴/۱۹۰۵-۱۹۰۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت محمد ﷺ اور صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کے نقش قدم پر  
چلا۔ إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ .



# خاتمہ

سب حمد و ثناء مولائے رحمن و رحیم کے لیے کہ اس کے فضل و کرم سے بندہ ناکارہ  
اس عظیم موضوع کے متعلق کچھ معروضات پیش کرنے کے قابل ہوا۔ فَلَهُ الْحَمْدُ  
عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَى نَفْسِهِ وَزِينَةَ عَرْشِهِ وَمَدَادَ كَلِمَاتِهِ ۱۔

اب اس ہی سے عاجزانہ التجا ہے کہ اس معمولی اور حقیر کوشش کو شرف قبولیت عطا  
فرمادے، اور اس کو میرے، اسلام اور مسلمانوں کے لیے نافع اور مفید بنا دے۔ إِنَّهُ  
سَمِيعٌ مُّجِيبٌ .  
خلاصہ کتاب:

اللہ عز و جل کی توفیق سے اس کتاب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی  
بحیثیت والد سیرت طیبہ کے متعدد گوشے اجاگر ہوئے ہیں جن میں سے تین درج ذیل  
ہیں:

-۱-

وہ باتیں جن کے اولاد کی خاطر حصول کے لیے انہوں نے رغبت اور کوشش کی:

۱: وہ نیک ہوں۔

۲: ان کی نسل میں سے امت مسلمہ ہو۔

۳: وہ نماز قائم کرنے والے ہوں۔

۱: ترجمہ: اس ہی [اللہ تعالیٰ] کے لیے اس کی مخلوق کی کلفتی کے برابر، اس کے خود راضی ہو جانے  
کے بقدر، اس کے عرش کے وزن کے مانند، اور اس کے کلمات کی سیاہی کے مثل تعریف سے [  
محکمہ دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

۴: ان کے کھانے کے لیے کھجوریں، اور پینے کے لیے پانی میسر ہو۔  
 ۵: اللہ تعالیٰ اس شہر کو مثالی امن والا بنا دے جس میں انہوں نے اپنی اولاد کو

بسیا۔

۶: اللہ تعالیٰ انہیں پھلوں کا رزق عطا فرمائے۔  
 ۷: اللہ تعالیٰ ان کے طعام اور مشروب میں برکت نازل فرمادے۔  
 ۸: انہیں ملنے والا رزق عبادت اور اطاعت میں ان کا معاون ہو۔  
 ۹: اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ان کے لیے محبت، پیار اور شوق کے جذبات پیدا فرمادے۔

۱۰: ان کی بہو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے والی ہو۔

۱۱: اللہ تعالیٰ ان کی نسل میں سے امام بنائے۔

-ب-

وہ باتیں جن سے اپنی اولاد کو محفوظ رکھنے کے لیے انہوں نے خواہش اور کوشش کی:

۱: بتوں کی پرستش سے۔

۲: ہر قسم کے شیطانوں-خواہ وہ انسانوں سے ہو یا جنوں سے- کے شر سے۔

۳: ہر بُرائی کا ارادہ کرنے والے ذی روح کے شر سے۔

۴: ہر بری آنکھ کی نظر لگنے سے۔

۵: ہر بیماری اور آفت سے۔

۶: شکوہ کرنے والی بے صبر بہو سے۔

-ج-

جو طریقے انہوں نے اپنی اولاد کے متعلق ارادوں اور خواہشات کی تکمیل کے لیے اختیار کیے:

۱: اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ دعا، اور اس سلسلے میں انہوں نے بیٹے کی ولادت سے پہلے دعا شروع کر دی۔

۲: حکم الہی کو اولاد کی محبت پر فوقیت دی۔

۳: اولاد کی دینی مصلحتوں کو ان کے دنیوی مفادات پر ترجیح دی۔

۴: اولاد کی دنیاوی مصالح کو بھی نظر انداز نہ کیا۔

۵: اپنی اولاد کو صالح ماحول میں بسایا۔

۶: اولاد کے لیے عملی نمونہ پیش کیا۔

۷: نیکی کے کام میں بیٹے کو شریک کیا۔

۸: شکوہ کرنے والی بے صبر بہو کو بیٹے سے جدا کروادیا۔

۹: شکر گزار بہو کو اپنے پاس رکھنے کا بیٹے کو حکم دیا۔

۱۰: بیٹے اور اہل خانہ کی خبر گیری۔

۱۱: بیٹے کو حکم دینے سے پہلے اس سے مشورہ کیا۔

۱۲: اولاد کے بڑے ہو جانے کے باوجود انہیں وعظ و نصیحت جاری رکھا۔

۱۳: اپنی موت تک اولاد کو وعظ و نصیحت کرتے رہے۔

۱۴: اپنی نسل میں سے ایک ایسے رسول کی بعثت کی اللہ تعالیٰ سے التجا کی جو ان پر

آیات کریمہ کی تلاوت کرے، انہیں کتاب و سنت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے۔

اپیل:

۱: حضرات علمائے کرام، طالب علم بھائیوں اور تربیت کرنے والے احباب کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بحیثیت والد سیرت طیبہ میں غور و فکر اور تدبر کریں اور اس میں موجود دروس اور نصیحتوں سے لوگوں کو آگاہ کریں۔

۲: مشرق و مغرب میں موجود تمام مسلمان والدین بلکہ غیر مسلمان والدین سے بھی اپیل ہے کہ وہ اپنی اولادوں کی تربیت کے سلسلے میں حضرت خلیل الرحمن علیہ السلام کی بحیثیت والد سیرت طیبہ کو مشعل راہ بنائیں، اور ان میں موجود دروس اور نصیحتوں سے فیض یاب ہوں۔

اے مولائے رحیم و کریم! ہم سب کو اور ہماری اولادوں کو صحیح معنوں میں مسلمان بنا اور اسلام ہی پر ہمارا خاتمہ فرما نا۔ ﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ . وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ



## فہرست مصادر و مراجع

- ۱۔ "الاحتساب على الاطفال": لـ فضل الہمی ، ط: إدارة ترجمان الإسلام پاکستان، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ .
- ۲۔ "الإكليل في استنباط التنزيل": للإمام السيوطي ، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۱ھ بتحقيق الشيخ سيف الدين الكاتب .
- ۳۔ "أسر التفاسير لكلام العلي الكبير": للشيخ أبي بكر جابر الجزائري ، بدون اسم الناشر ، الطبعة الأولى ۱۴۰۷ھ .
- ۴۔ "تحفة الأحوذی": شرح جامع الترمذی للشيخ محمد عبدالرحمن المبار كفوری، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ .
- ۵۔ "تفسير البغوي": المسمى: "بمعالم التنزيل": للإمام أبي محمد البغوي ، ط: دار المعرفة بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۶ھ ، بإعداد وتحقيق الأستاذين خالد عبدالرحمن العك ، ومروان سوار .
- ۶۔ "تفسير البيضاوي": للقاضي ناصر الدين البيضاوي ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ھ .
- ۷۔ "تفسير التحرير والتنوير": للشيخ محمد طاهر ابن عاشور ، الدار التونسية للنشر تونس ، بدون الطبعة ، سنة الطبع ۱۳۹۹ھ .
- ۸۔ "تفسير الخازن": المسمى بـ "لباب التأويل في معاني التنزيل" للإمام الخازن ، ط: دار الفكر بيروت ، بدون الطبعة ، سنة الطبعة ۱۳۹۹ھ .
- ۹۔ "تفسير السعدي": المسمى بـ "تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان" للشيخ عبدالرحمن بن ناصر السعدي ، ط: دار المغني الرياض ، الطبعة الأولى ۱۴۰۵ھ دلائل وبراین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- ١٠- "تفسير أبي السعود": المسمى بـ "إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الكريم" للقاضي أبي السعود، دار إحياء التراث العربي، بدون الطبعة وسنة الطبع.
- ١١- "تفسير القاسمي": المسمى بـ "محاسن التأويل" للعلامة محمد جمال الدين القاسمي، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٨ هـ، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبد الباقي.
- ١٢- "تفسير القرطبي" المسمى بـ "الحامع لأحكام القرآن" للإمام أبي عبد الله القرطبي، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.
- ١٣- "التفسير الكبير" المسمى بـ "مفاتيح الغيب" للعلامة فخر الدين الرازي، ط: دار الكتب العلمية طهران، الطبعة الثالثة، بدون سنة الطبع.
- ١٤- "تفسير ابن كثير" المسمى بـ "تفسير القرآن العظيم" للمحافظ ابن كثير، ط: دار الفيحاء دمشق و دار السلام الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٣ هـ، بتقديم الشيخ عبدالقادر الأرناؤوط.
- ١٥- "تفسير المنار" للشيخ السيد محمد رشيد رضا، ط: دار المعرفة. بيروت، الطبعة الثانية، بدون سنة الطبع.
- ١٦- "التلخيص" للمحافظ الذهبي، دار المعرفة بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.
- ١٧- "جامع الترمذي" (المطبوع مع شرحه تحفة الأحوذى)، للإمام أبي عيسى الترمذي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠ هـ.
- ١٨- "الحرص على هداية الناس" لـ فضل إلهي، ط: إدارة ترجمان الإسلام جحرانواله باكستان، الطبعة الخامسة ١٤١٩ هـ.
- ١٩- "دعوة الرسل إلى الله تعالى" للشيخ محمد أحمد العدوي، ط: دار المعرفة بيروت، بدون الطبعة، سنة الطبع ١٤١٤ هـ.



- ٢٠- "روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني" للعلامة السيد محمود الألويسي ، ط : دار إحياء التراث العربي بيروت ، الطبعة الرابعة ١٤٠٥ هـ .
- ٢١- "زاد المسير في علم التفسير" للمحافظ ابن الجوزي ، ط : المكتب الإسلامي بيروت ، الطبعة الأولى ١٣٨٤ هـ .
- ٢٢- "سلسلة الأحاديث الصحيحة" للشيخ محمد ناصر الدين الألباني ، ط : المكتب الإسلامي ، الطبعة الثانية ١٣٩٩ هـ .
- ٢٣- "السلوك وأثره في الدعوة إلى الله تعالى" لفضل إلهي ، ط : إدارة ترجمان الإسلام باكستان ، الطبعة الأولى ١٤١٩ هـ .
- ٢٤- "سنن أبي داود" (المطبوع مع عون المعبود) للإمام سليمان بن الأشعث السجستاني ، ط : دار الكتب بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٠ هـ .
- ٢٥- "شرح الطيبي على مشكاة المصابيح" للإمام شرف الدين الطيبي ، ط : مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة ، الطبعة الأولى ١٤١٧ هـ ، بتحقيق د . عبد الحميد هنداوي .
- ٢٦- "شرح النووي على صحيح مسلم" للإمام النووي ، ط : دار الفكر بيروت ، بدون الطبعة ، سنة الطبع ١٤٠١ هـ .
- ٢٧- "صحيح البخاري" (المطبوع مع فتح الباري) للإمام محمد بن إسماعيل البخاري ، نشر وتوزيع : رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية ، بدون الطبعة و سنة الطبع .
- ٢٨- "صحيح سنن الترمذي" اختيار الشيخ محمد ناصر الدين الألباني ، نشر : مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى ١٤٠٩ هـ ، بإشراف الشيخ زهير الشاويش .
- ٢٩- "صحيح سنن أبي داود" صحح أحاديثه الشيخ محمد ناصر الدين الألباني ، محكمة دلائل وبراهين سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- نشر: مکتب التربية العربي لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى ١٤٠١ هـ ،  
بإشراف الشيخ زهير الشاويش .
- ٣٠- "صحيح مسلم" للإمام مسلم بن حجاج القشيري ، نشر وتوزيع: رئاسة  
إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية ،  
بدون الطبعة ، سنة الطبع ١٤٠٠ هـ ، بتحقيق الشيخ محمد فواد عبد الباقي .
- ٣١- "عمدة القاري" للعلامة بدر الدين العيني ، ط: دار الفكر بيروت ، بدون الطبعة  
وسنة الطبع .
- ٣٢- "فتح الباري" للحافظ ابن حجر ، نشر وتوزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية  
والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
- ٣٣- "فتح القدير" للعلامة محمد بن علي الشوكاني ، ط: المكتبة التجارية مكة  
المكرمة ، الطبعة الثانية ١٤١٣ هـ ، بتعليق الأستاذ سعيد محمد اللحام .
- ٣٤- "الكشاف عن حقائق التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل" للعلامة أبي  
القاسم الزمخشري ، ط: دار المعرفة بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
- ٣٥- "لسان العرب المحيط" للعلامة ابن منظور الإفريقي ، ط: لسان العرب بيروت ،  
بدون الطبعة وسنة الطبع ، إعداد وتصنيف: يوسف خياط .
- ٣٦- "المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز" للقاضي ابن عطية الأندلسي ، بدون  
الناشر والطبعة ، وسنة الطبع ١٤١٣ هـ ، بتحقيق المجلس العلمي بفاس .
- ٣٧- "مراعاة أحوال المحاطيين في ضوء الكتاب والسنة وسير الصالحين" لـ فضل  
إلهي ، ط: إدارة ترجمان الإسلام باكستان ، الطبعة الأولى ١٤١٩ هـ .
- ٣٨- "المستدرک علی الصحیحین" للإمام أبي عبد الله الحاكم ، ط: دار الكتاب  
العربي بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
- ٣٩- "المسند" للإمام أحمد بن حنبل ، ط: المکتب الإسلامي ، بدون الطبعة وسنة

- الطبعة . [ أو : ط : دار المعارف مصر ، الطبعة الثالثة ۱۳۶۸ هـ ] . [ أو ط : مؤسسة الرسالة . بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ هـ ] .
- ۴۰ - "المعجم الوسيط" للأستاذة إبراهيم مصطفى ، وأحمد حسن الزيات ، وحامد عبدالقادر ، ومحمد علي النعاز ، ط : دار الدعوة استنبول ، بدون الطبعة ، سنة الطبعة ۱۴۰۶ هـ .
- ۴۱ - "المفردات في غريب القرآن" للإمام راغب الأصفهاني ، ط : دار المعرفة بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع ، بتحقيق الأستاذ محمد سيد كيلاني .
- ۴۲ - "نزاهة النظر في توضيح نخبة الفكر" للحافظ ابن حجر ، ط : قران محل كراتشي باكستان ، بدون الطبعة وسنة الطبع .
- ۴۳ - "النهاية في غريب الحديث والأثر" للإمام ابن الأثير ، الناشر : المكتبة الإسلامية بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع ، بتحقيق الأستاذين طاهر أحمد الزاوي و د . محمود محمد الطناحي .
- ۴۴ - "هامش المسند" للشيخ أحمد محمد شاكر ، ط : دار المعارف مصر ، الطبعة الثالثة ۱۳۶۸ هـ .
- ۴۵ - "هامش المسند" للشيخ شعيب الأرنؤوط وزملائه ، ط : مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ هـ .



مؤلف کی عربی مولفات

- ۱۔ التدابير الواقية من الزنا في الفقه الإسلامي
- ۲۔ التدابير الواقية من الربا في الإسلام
- ۳۔ حب النبي ﷺ وعلاماته
- ۴۔ رسائل حب النبي ﷺ
- ۵۔ الحسبة: تعريفها ومشروعيتها ووجوبها
- ۶۔ الحسبة في العصر النبوي وعصر الخلفاء الراشدين رضي الله عنهم
- ۷۔ شبهات حول الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر
- ۸۔ الحرص على هداية الناس (في ضوء النصوص وسير الصالحين)
- ۹۔ من صفات الداعية اللين والرفق
- ۱۰۔ مسؤولية النساء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر (في ضوء النصوص وسير الصالحين)
- ۱۱۔ مفاتيح الرزق (في ضوء الكتاب والسنة)
- ۱۲۔ فضل آية الكرسي وتفسيرها
- ۱۳۔ من صفات الداعية: مراعاة أحوال المخاطبين (في ضوء الكتاب والسنة)
- ۱۴۔ أهمية صلاة الجماعة (في ضوء النصوص وسير الصالحين)
- ۱۵۔ حكم الإنكار في مسائل الخلاف
- ۱۶۔ قصة بعث أبي بكر جيش أسامة رضي الله عنهما (دراسة دعوية)
- ۱۷۔ الاحتساب على الوالدين: مشروعيته ودرجاته وآدابه
- ۱۸۔ الاحتساب على الأطفال
- ۱۹۔ السلوك وأثره في الدعوة إلى الله تعالى
- ۲۰۔ فضل الدعوة إلى الله تعالى
- ۲۱۔ من تصلي عليهم الملائكة ومن تلعنهم
- ۲۲۔ إبراهيم عليه الصلاة والسلام أبا
- ۲۳۔ مختصر حب النبي ﷺ وعلاماته
- ۲۴۔ النبي الكريم صلي الله عليه وسلم معلما
- ۲۵۔ ركائز الدعوة إلى الله تعالى
- ۲۶۔ شناعة الكذب وأبواعه
- ۲۷۔ الأذكار النافعة (تحت الطبع)
- ۲۸۔ التقوى والثمراته (تحت الإعداد)

## مصنف کی اردو تالیفات

- نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے متعلق شبہات کی حقیقت
- والدین کا احتساب
- فضائل دعوت
- بچوں کا حساب
- لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی
- ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد
- مسائل قربانی
- مسائل عیدین
- رزق کی کنجیاں
- فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے اسباب
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم
- اذکارِ نافعہ
- جھوٹ اور اُس کی اقسام (زیر قلم)

# مصنف کی دیگر چند اہم کتابیں

